النهی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید

النهی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

Alahazrat Network

اَلنّھی الاکید عن الصّلاۃ وراء عدی التقلید ۱۴

(دشمنِ تقلید کے پیچھے نماز ادا کرنا سخت منع ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا السنن ٭ ووقانا المحن ٭ وجعل لنا فی کل امام حسن ٭ به یؤتم وعلیه یؤتمن ٭ واغنانا ان نقتدی باھل الفتن ٭ والصلاۃ الحانّة والسلام الاحنّ ٭ علی الامام الامین الامان الامنّ محمد مربّی الروح والبدن ٭ وآله وصحبه فی السر والعلن ٭ والائمة المجتھدین مصابیح الزمن ٭ کاشفی ما خفی ٭ ومظھری ما بطن ٭ الثقات السراۃ ھداۃ السنن ٭ السقاۃ القراۃ الآمنین من قراۃ السنن ٭ وعلینا بھم یا عظیم المنن ٭ واشھد ان

تمام خوبیاں اُس ذاتِ اقدس کے لئے جس نے ہمیں سنّتوں کی ہدایت عطا کی اور ہمیں محنت و مشقت سے بچا لیا، ہم میں اچھے و اعلیٰ امام بنائے جن کی اقتدا کی جاتی ہے اور ان پر اعتماد کیا جاتا ہے، ہمیں اہلِ فتن کی اقتدا سے محفوظ کیا۔ نہایت ہی عاجزانہ طور پر صلوٰۃ و سلام ہو اس امام و مقتدا پر جو امین، جائے پناہ اور سب سے بڑے محسن ہیں جن کا اسم مبارک محمد ہے جو رُوح و بدن کے مربّی ہیں، ان کی آل و اصحاب پر بھی سرّاً و جہراً، ان ائمہ مجتہدین پر بھی جو اپنے اپنے زمانے کے چراغ ہیں، مخفی امور کو کھولنے اور باطنی معاملات کو ظاہر کرنے والے، رازوں کے پختہ محافظ سُننِ نبی کی طرف ہادی، سنن کی نہرِ فرات سے مشکیزے بھر بھر کر چلنے والے، اے احسان فرمانے والے ان کے ساتھ ہم پر بھی رحمتوں کا نزول ہو۔ میں گواہی

لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ صلی اللہ علیہ ربہ وسلم ومن ؕ

دیتا ہوں اس بات کی کہ اللہ تعالٰی کے سوا کوئی معبود نہیں، ذات وصفات میں اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں، ان پر ان کے رب کی طرف سے صلوٰۃ وسلام اور کرم ولطف ہو۔ (ت)

امابعد یہ چند سطور کاشفۃ السطور جلیۃ الغائمۃ جلیۃ العائمۃ ہیں اظہار صواب میں اس سوال کے جواب میں جو فقیر ناسزا عبدالمصطفٰی احمد رضا محمدی سُنّی حنفی قادری برکاتی بریلوی غفر اللہ لہ وحقق املہ واصلح عملہ کے پاس مولوی فضل الرحمٰن صاحب حفظہ عن الشرور آمام جامع مسجد فیروزپور کا بھیجا بمقام فیروزپور ملک پنجاب سے آیا۔ فقیر ان دنوں ایک مبارک رسالہ بجواب سوال دیگر بنگالہ مسمّٰی بہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین لکھنے میں مشغول، اور اس کے بعد اور چند مسائل دیگر بلاد و مسئلہ پنجاب پر حق تقدم حاصل، جب ان سے فراغت پائی اس کی نوبت آئی النھی الاکید عن الصلٰوۃ وراء عدی التقلید (۱۳۰۵ھ) اس تحریر کا نام اور یہی اس کی تاریخ آغاز وانجام، اس رسالہ میں اصل مقصود یہ ظاہر کرنا ہے کہ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز ناروا ہے اس کے ضمن میں ان کے بعض عقائد واحوال ومکائد وغیرہ فوائد بر نہایت اجمال تحریر میں آئے، مولٰی سے مسئول کہ قبول فرمائے اہل اسلام وسنت کو نفع پہنچائے، از آنجا کہ موضوع رسالہ رد مخالف نہیں، لہٰذا لحاظ مجادل سے کنارہ گزیں کہ وہ تو ایک فتوٰی ہے جواب مسئلہ کی حد پر مقتصر اور اپنے موافقوں پر ایک حکم کا مظہر جسے اس رنگ کا کلام مشتاق بنائے تصانیف افاضل یا فقیر حقیر کے دیگر رسائل مندرجہ مجموعہ البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ کی طرف رجوع لائے وحسبنا اللہ ونعم الوکیل وافضل الصلٰوۃ علی الحبیب الجمیل وآلہ وصحبہ بالوف التبجیل آمین آمین یا عزیز یا جلیل۔

نقل عبارت استفتا

مسئلہ باسمہٖ سبحانہ، بخدمت بابرکت حضرت مولٰینا وبالفضل والکمال اولٰنا مخدوم مکرم معظم حضرت مولٰنا احمد رضا خاں صاحب سلمہ الرحمٰن۔ سلام مسنون بہ نیاز مقرون کے بعد عرض ہے کہ ذرا اس استفتا کا جواب مرحمت فرمائیں کہ عنداللہ ماجور وعندالناس مشکور رہوں۔ مولوی غلام نبی صاحب امام مسجد قصابان خورد جو شاگرد مولویان لکھنؤ کے علاقہ فیروزپور کے ہیں اول انہوں نے رسالہ شہ طبع، جس میں حضرت ابن عربی اور مولٰنا روم ومولانا عبدالرحمٰن جامی علیہم الرحمۃ کی تکفیر درج تھی اور وہ رسالہ مطبع فیروزپور میں حافظ محمد صاحب لکھنوی نے چھپایا،

اس کی تصدیق پر اپنے دستخط کر دیے تھے جس کے شاہد بہت لوگ موجود ہیں اور اس کا کسی قدر ذکر رسالہ تفریح ابحاث فریدکوٹ کے صفحہ ۱۳ کے متن وحاشیہ میں مندرج ہے۔ پھر جب ریاست فریدکوٹ میں علمائے مقلدین کا مناظرہ ہوا تھا تب بھی یہ مولوی صاحب بشمول علمائے غیر مقلدین کے تھے اور ان کے زمرہ میں ریاست سے رخصت نامہ لے کر واپس آئے تھے جیسا کہ اشتہار ۱۱ فروری ۱۸۸۲ء مطبوعہ ریاست فریدکوٹ اس پر شاہد ہے اور رسالہ کے صفحہ ۱۴ میں بھی اس کا نام بزمرہ غیر مقلدین شامل ہے۔ پھر مسائل اور واقعات ان کے بھی صریح غیر مقلدی کی دلیل ہیں جس کا نمونہ ایک یہ ہے کہ مسماۃ فاطمہ بنت امام الدین خاں کو جب اس کے شوہر نے مطلقہ کیا اور طلاق نامہ تحریر ہوا تو بائیس روز بعد ازاں عدت کے اندر ہی مولوی مشار الیہ نے اس مطلقہ کا نکاح بابو مین ملازم مسکوٹ لال کرتی سے منعقد کر دیا اور اس کی دلیل مولوی جمال الدین امام مسجد بزازاں کلاں کو دکھلائی کہ حدیث ترمذی سے ثابت ہے کہ خلع کی عدت ایک حیض ہوتا ہے، اس پر جواب دیا گیا کہ دینی کتابوں میں مثل فتح القدیر وغیرہ کے صریح لکھا ہے کہ خلع طلاق ہے بسند حدیث بخاری وغیرہ کے اور جمہور اماماں سلف وخلف کا یہی مذہب ہے کما فصل فی باب الخلع (جیسا کہ باب خلع میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ت) اور باب عدت میں بھی مذکور ہے کہ طلاق اور خلع اور لعان سب کی عدت تین حیض ہیں اھ مترجماً۔ پس یہ نکاح عدت کے اندر حنفی مالکی شافعی سب کے نزدیک ناروا ہے جو شخص غیر مقلد ایسے اطوار کا طور رکھے اور حرام کو حلال بتا دینے تک نوبت پہنچائے تو اس کے پیچھے اقتدا روا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔ حررہ فقیر محمد فضل الرحمن امام جامع مسجد صدر بازار فیروزپور پنجاب ۱۰ شوال ۱۳۰۵ھ

محمد فضل الرحمن

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

الجواب

فقیر غفراللہ تعالٰی لہ کو زید وعمرو کی ذات سے غرض نہیں اور حضرات اولیائے کرام قدست اسرارہم کی شان عظیم میں بعد وضوح حق اس کلمۂ ملعونہ کہنے کا جواب جو روز قیامت ملے گا بس ہے۔ وہ حضرات جرأت شعار جسارت دثار جن کا مسلک عامۂ ائمہ وعلمائے کبار کو عیاذاً باللہ مشرک بنانا ہے اُن سے مدارک دقیقہ حقائق اولیاء تک نہ پہنچنے کی کیا شکایت کی جائے علاوہ بریں یہ مسئلہ خود اس قابل کہ اس میں ایک رسالہ مستقلہ تصنیف میں آئے اور خدا انصاف دے تو حدیث بخاری:

حتی احببتہ فکنت سمعہ الذی	جب میں بندے کو محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کی
یسمع بہ وبصرہ الذی	سمع (کان) بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے
یبصر بہ ویدہ	اس کی آنکھ بنتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کا ہاتھ

التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا (الٰی قولہ تعالٰی) وما ترددت عن شیئ انا فاعلہ ترددی عن قبض[ف۱] نفس المؤمن یکرہ الموت وانا اکرہ مساءتہ[۱]

بن جاتا ہوں جس سے وہ گرفت کرتا ہے۔ اس کے پاؤں بنتا ہوں جس سے چلتا ہے (آخر میں اللہ تعالٰی کا یہ بھی فرمان ہے) میں کسی شئی کے بجالانے میں کبھی اس طرح تردد نہیں کرتا جس طرح جانِ مومن قبض کرتے وقت تردد کرتا ہوں کہ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کے مکروہ سمجھنے کو برا جانتا ہوں۔ (ت)

وحدیث مسلم:

یا ابن اٰدم مرضت فلم تعدنی، یا ابن اٰدم استطعمتک فلم تطعمنی، یا ابن اٰدم استسقیتک فلم تسقنی[۲] اخرجاہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اے ابنِ آدم! میں بیمار ہوا، تُو نے میری عیادت نہیں کی، اے ابنِ آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تُو نے مجھے کھانا نہیں دیا، اے ابنِ آدم! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا، تُو نے مجھے پانی نہیں دیا، اسے بخاری و مسلم دونوں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

وحدیث مشہور:

قم الیّ امش الیک وامش الیّ اھرول الیک[۳]۔ اخرجہ احمد[ف۲] عن رجل من الصحابۃ والبخاری بمعناہ عن[۴] انس وعن[۵] ابی ھریرۃ

اے بندے! تُو میری طرف اُٹھ میں تیری طرف چل پڑوں گا، تُو میری طرف چل میں تیری طرف دوڑ پڑوں گا۔ اس کو امام احمد نے ایک صحابی سے اور امام بخاری نے معناً اسے حضرت انس اور حضرت ابوہریرہ رضی

---

[۱] صحیح بخاری کتاب الرقاق باب التواضع مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۶۳

[۲] صحیح مسلم باب فضل عیادۃ المریض مطبوعہ نور محمد اصح المطابع ۲/ ۳۱۸

[۳] المسند لاحمد بن حنبل حدیث رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ دارالفکر بیروت ۳/ ۴۰۸

[ف۱] بخاری شریف کی روایت میں "عن نفس المؤمن" ہے "قبض" کا لفظ بخاری شریف میں موجود نہیں البتہ فتح الباری مطبوعہ مصر جلد ۱۳ ص ۳۱۱ پر یہ عبارت ہے "اوقع فی الحلیۃ" ("حلیۃ" میں) "عن قبض روح المؤمن"۔ نذیر احمد

[ف۲] مسند احمد بن حنبل میں آغاز حدیث یوں ہے: "قال اللہ تعالٰی یا ابن اٰدم قم الیّ"۔ نذیر احمد

والطبرانی فی الکبیر عن[1] سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہم۔

اور امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا ہے (ت)

وحدیث :

واذا احب اللہ عبدًا لم یضرہ ذنب[2] اخرجہ الدیلمی والامام الاجل القشیری وابن النجار فی التاریخ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

جب اللہ تعالٰی کسی بندے کو محبوب بنالیتا ہے تو اسے کوئی گناہ ضرر نہیں دیتا۔ اسے دیلمی، امام اجل قشیری اور ابن نجار نے تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

وحدیث :

الدنیا والاٰخرۃ حرام علی اھل اللہ[3] اخرجہ فی مسند الفردوس عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

دنیا و آخرت اہل اللہ پر حرام ہیں۔ اسے مسند الفردوس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے (ت)

وحدیث :

انزل القراٰن علی سبعۃ احرف، لکل حرف منھا ظھر وبطن ولکل حرف حد ولکل حد مطلع[4]۔ اخرجہ الطبرانی فی الکبیر

قرآن سات حروف (لغتوں) پر نازل ہوا، ہر حرف کے لئے ظاہر اور باطن ہے ہر حرف کے لئے ایک حد (انتہائے معنی) ہے اور ہر حد کے لئے ظاہر

---

[2] الرسالۃ القشیریۃ باب التوبۃ مطبوعہ دار الکتب العربیۃ الکبرٰی مصطفی البابی مصر ص ۴۵
الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۲۲۳۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/۶۶

[3] " " " " " " ۳۱۱۰ " " " " " ۲/۲۳۰

[4] المعجم الکبیر مروی از عبداللہ ابن مسعود حدیث ۱۰۱۰۷ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۰/۱۳۰
" " " " حدیث ۸۶۶۴ و ۸۶۶۸ " " " " ۹/۱۳۶

ف : معجم کبیر میں مکمل حدیث ایک جگہ پر دستیاب نہیں ہو سکی بلکہ دو حصوں میں مختلف مقامات سے ملی ہے جبکہ جامع صغیر مع فیض القدیر جلد ۳ مطبوعہ بیروت صفحہ ۵۴ پر یہ حدیث مکمل انہی الفاظ کے ساتھ موجود ہے اور حوالہ بھی طبرانی عن عبد اللہ بن مسعود کا دیا ہے، ہو سکتا ہے اعلیٰحضرت رحمہ اللہ نے جامع صغیر سے دیکھ کر یہ حدیث نقل کی ہو۔ مجمع الزوائد جلد ۷ مطبوعہ بیروت ص ۱۵۲-۵۳ پر بھی یہ حدیث از عبداللہ ابن مسعود منقول ہے۔ نذیر احمد

معاجمه عن عبد الله بن مسعود رضی الله تعالٰی عنه ۔

اور باطن سے اطلاع کا مقام ہے۔ اس کو امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

وحدیث[1]:

قوله عزوجل اعطیهم من حلمی وعلمی اخرجه احمد والطبرانی فی الکبیر والحاکم فی المستدرك والبیهقی فی شعب الایمان باسناد صحیح عن ابی الدرداء رضی الله تعالٰی عنه ۔

اللہ عزوجل کا فرمان ہے میں انہیں اپنا علم و حلم عطا کرتا ہوں۔ اس کو احمد و طبرانی نے کبیر میں، حاکم نے مستدرک اور بیہقی نے شعب الایمان میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

وحدیث[2]:

من زهد فی الدنیا علمه الله بلا تعلم وهداه بلا هدایة وجعله بصیرا وکشف عنه العمی[3]۔ اخرجه ابو نعیم فی حلیة الاولیاء عن سید الاولیاء امیر المؤمنین علی کرم الله تعالٰی وجهه ۔

جو دنیا سے بے نظر رہا اسے اللہ تعالٰی بغیر حصولِ علم کے علم اور بغیر حصولِ ہدایت ہدایت دیتا ہے، اسے صاحب بصیرت بناتا ہے اور اس سے گمراہی اور تاریکی کو دور کردیتا ہے۔ اسے امام ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں سید الاولیاء، امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

وحدیث[4]:

دع عنك قول معاذ فان الله یباهی به الملئکة قاله لرجل قال له معاذ بن جبل رضی الله تعالٰی عنه تعال حتی نؤمن ساعة فشکاه الرجل الی النبی صلی الله

قولِ معاذ کو چھوڑ دو (یعنی قولِ معاذ کو برا نہ جانو) کیونکہ اللہ تعالٰی ملائکہ میں اس کے ساتھ فخر فرماتا ہے۔ یہ بات آپ نے اس شخص سے فرمائی جسے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا تھا کہ آؤ ہم ایک گھڑی ایمان

---

[1] مسند احمد بن حنبل بقیہ حدیث ابی الدرداء رضی اللہ عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۶/۴۵۰

[2] نوادر الاصول الاصل الحادی والعشرون فی خصوصیة ہذہ الامة مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۲۹ و ۳۳

[3] حلیۃ الاولیاء فضائل ومناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱/۷۲

تعالٰی علیہ وسلم، وقال اومانحن بمؤمنین؟ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ذلک[1]۔ اخرجہ سیدی محمد بن علی الترمذی عن معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

یعنی اس شخص نے حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں شکایت کرتے ہوئے عرض کیا کیا ہم اہل ایمان نہیں ہیں؟ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مذکورہ جملہ فرمایا تھا۔ اس کو سیدی محمد بن علی ترمذی نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

وحدیث[2]:

کان عبد اللہ بن رواحۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ اذا لقی الرجل من اصحاب النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول تعال نؤمن بربنا ساعۃ فقال ذات یوم لرجل فغضب الرجل فجاء الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ الا تری الی ابن رواحۃ یرغب عن ایمانک الی ایمان ساعۃ فقال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یرحم اللہ ابن رواحۃ انہ یحب المجالس التی تباھی بھا الملٰئکۃ علیھم السلام۔ رواہ احمد بسند حسن عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا معمول تھا جب بھی کسی صحابیِ رسول سے ملاقات ہوتی تو کہتے آؤ ہم اپنے رب کے ساتھ ایک گھڑی ایمان لائیں، ایک دن آپ نے یہی بات ایک شخص سے کہی تو وہ ناراض ہوگیا اور بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے عبد اللہ بن رواحہ کے بارے میں نہیں سنا وہ تو آپ پر ایمان لانے کی بجائے ایک گھڑی ایمان کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا عبد اللہ بن رواحہ پر اللہ تعالٰی رحم فرمائے وہ ایسی مجالس کو پسند کرتا ہے جس پر ملائکہ بھی فخر کرتے ہیں۔ اسے امام احمد نے سند حسن کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

وحدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ[3]:

حفظت عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعائین، فاما احدھما

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے علم کے دو برتن حاصل کئے ہیں ایک کو بیان کرتا ہوں اگر

---

[1] نوادر الاصول الاصل الثانی والسبعون فی الذکر الخفی مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۱۱۰

[2] مسند احمد بن حنبل از مسند انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳/۲۶۵

فبثثتہ واما الاخر فلو بثثتہ قطع ھذا البلعوم[1] اخرجہ البخاری۔	دوسرا بیان کروں تو میرا یہ گلا کاٹ دیا جائے گا۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے (ت)
وآیت: یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ[2]۔	ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ (ت)
وآیت: وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی[3]	اور اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی تھی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ تعالٰی نے پھینکی تھی۔ (ت)
وآیت: اَیْنَمَا تُوَلُّوْا وُجُوْہَکُمْ فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ[4]	تو تم جدھر منہ کرو ادھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ) ہے۔ (ت)
وآیت: قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا[5]	تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور تمہیں اس کا علم نہ ملا مگر تھوڑا۔ (ت)
وآیت: اٰتَیْنٰہُ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا[6]	(تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا) جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔ (ت)
وآیت: قَالَ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا[7] وَکَیْفَ تَصْبِرُ عَلٰی مَا لَمْ تُحِطْ بِہٖ خُبْرًا[8]	کہا آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے، اور اس بات پر کیونکر صبر کریں گے جسے آپ کا علم محیط نہیں۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

---

[1] صحیح بخاری کتاب العلم باب حفظ العلم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ اصح المطابع کراچی ۱/ ۲۳

[2] القرآن ۴۸/ ۱۰

[3] القرآن ۸/ ۱۷

[4] القرآن ۲/ ۱۱۵

[5] القرآن ۱۷/ ۸۵

[6] القرآن ۱۸/ ۶۵

[7] القرآن ۱۸/ ۶۷

[8] القرآن ۱۸/ ۶۸

وآیت:

قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا [1]

کہا تو اگر آپ میرے ساتھ رہتے ہیں تو مجھ سے کسی بات کو نہ پوچھنا جب تک میں خود اس کا ذکر نہ کروں۔ (ت)

وآیت:

فَانْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا قَالَ أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا [2] قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا [3]

اب دونوں چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے تو اس بندہ نے اسے چیر ڈالا موسٰی علیہ السلام نے کہا کیا تم نے اسے اس لئے چیرا ہے کہ اس کے سواروں کو ڈبو دو بیشک یہ تم نے بری بات کی کہا میں نہ کہتا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے۔ (ت)

وآیت:

فَانْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ قَالَ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا [4] قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا [5]

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک لڑکا ملا تو اس بندہ نے اسے قتل کردیا۔ موسٰی علیہ السلام نے کہا کیا تم نے ایک ستھری جان بے کسی جان کے بدلے قتل کردی، بیشک تم نے بہت بری بات کی، کہا میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ آپ ہرگز میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے (ت)

وآیت:

قَالَ هَٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا [6]

کہا یہ (وقت) میری اور آپ کی جدائی کا ہے اب میں آپ کو ان باتوں کا پھیر (یعنی علت و وجہ) بتاؤں گا جن پر آپ سے صبر نہ ہوسکا۔ (ت)

---

[1] القرآن ۱۸/ ۷۰

[2] القرآن ۱۸/ ۷۱

[3] القرآن ۱۸/ ۷۲

[4] القرآن ۱۸/ ۷۴

[5] القرآن ۱۸/ ۷۵

[6] القرآن ۱۸/ ۷۸

وآیت:

وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ ذٰلِكَ تَاْوِیْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا ۝ ١؂	اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا، یہ پھیر (علت و وجہ) ہے ان باتوں کا جس پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔ (ت)

وغیرہ ذلک آیات و احادیث موجود اولیاء کے لئے علم باطن اور اس کے رجال و مضائق مجال و حقائق، اقوال و دقائق افعال کا پتا دینے کو بس ہیں۔

ومن لم یجعل اللہ لہ نورًا فما لہ من نور ۝ ٢؂	اور جسے اللہ تعالٰی نور نہ دے اس کے لئے کہیں نور نہیں (ت)

یا نہ اس بحر عمیق کے لئے ساحل، نہ یہ حضرات اس کی سیر کے قابل، نہ اس بحث سے اصل غرض سائل، لہذا فقیر ایں و آں سے قطع نظر کرکے نفس مرام مسئول عنہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے یعنی نماز میں حضرات غیر مقلدین کی اقتدا کا حکم کیا ہے، اور از انجا کہ اس کی تنقیح ان کی کشف بعض بدعات پر موقوف لہذا اس بارے میں ایک اجمالی مقدمہ لکھ کر عنان قلم جانب جواب مصروف، ہر چند اس باب میں علماء متعدد تحریریں کر چکے مگر امید کرتا ہوں کہ بحول اللہ تعالٰی یہ موجز تحریر کافی و کافل وافی و کامل شافی و نافع شافی و ناصح واقع ہو، وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق انہ نعم المولی ونعم المعین، والحمد للہ رب العلمین۔

مقدمہ فی الکلام الاجمالی علی بدعۃ غیر المقلدین

یا معشر المسلمین یہ فرقہ غیر مقلدین کہ تقلید ائمہ دین کے دشمن اور بیچارے عوام اہل اسلام کے رہزن ہیں، مذاہب اربعہ کو چوراہا بتائیں، ائمہ ہدی کو احبار و رہبان ٹھہرائیں، سچے مسلمانوں کو کافر و مشرک بنائیں، قرآن و حدیث کی آپ سمجھ رکھنا، ارشادات ائمہ کو جانچنا پرکھنا ہر جاہل کا کام کہیں، بے درا چل کر، بیگاہ چل کر، حرام خدا کو حلال کر دیں حلال خدا کو حرام کہیں، ان کا بدعتی بدمذہب گمراہ بے ادب ضال مضل غوی مبطل ہونا نہایت جلی و اظہر بلکہ عند الانصاف یہ طائفہ تالفہ بہت فرق اہل بدعت سے اشر و اضر و اشنع و افجر کما لا یخفی علی ذی بصر (جیسا کہ کسی بھی صاحب بصیرت پر مخفی نہیں۔ ت) صحیح بخاری شریف میں تعلیقًا اور شرح السنۃ امام بغوی و تہذیب الآثار امام طبری میں موصولًا وارد،

کان ابن عمر یراھم شرار خلق اللہ وقال	یعنی عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما خوارج کو بدترین

١؂ القرآن ١٨/٨٢ ٢؂ القرآن ٢٤/٤٠

انهم انطلقوا الی اٰیات نزلت فی الکفار فجعلوها علی المؤمنین[1]

خلق اللہ جانتے کہ انھوں نے وہ آیتیں جو کافروں کے حق میں اتریں اٹھا کر مسلمانوں پر رکھ دیں۔

بعینہٖ یہی حالت ان حضرات کی ہے۔ آیۂ کریمہ:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ[2]

انھوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ تعالٰی کے سوا خدا بنالیا۔ (ت)

کہ کفار اہل کتاب اور اُن کے عالموں اور راہبوں میں اتری، ہمیشہ یہ بیباک لوگ اہلسنت و ائمہ اہلسنت کو اس کا مصداق بتاتے ہیں۔ علامہ طاہر پر رحمتِ غافر کہ مجمع بحار الانوار میں قول ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما نقل کرکے فرماتے ہیں:

قال المذنب تاب الله علیه واشر منهم من یجعل اٰیات الله فی شرار الیهود علی علماء الامۃ المعصومۃ المرحومۃ طهر الله الارض عن رجسهم۔[3]

مذنب کہتا ہے اللہ تعالٰی اس پر رحم فرمائے، ان خارجیوں سے بدتر وہ لوگ ہیں کہ اشرار یہود کے حق میں جو آیتیں اتریں انھیں اُمت محفوظ و مرحوم کے علماء پر ڈھالتے ہیں، اللہ تعالٰی زمین کو ان کی نجاست سے پاک کرے۔ (ت)

اصل اس گروہ ناحق پژوہ کی نجد سے نکلی، صحیح بخاری شریف میں ہے:

عن نافع عن ابن عمر رضی الله تعالٰی عنهما قال ذکر النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم فقال اللهم بارك لنا فی شامنا اللهم بارك لنا فی یمننا قالوا یا رسول الله وفی نجدنا قال اللهم بارك لنا فی شامنا اللهم بارك لنا فی یمننا قالوا یا رسول الله وفی نجدنا فاظنه قال فی الثالثۃ هناك الزلازل والفتن وبها یطلع قرن الشیطان۔[4]

نافع سے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دعا فرمائی الٰہی! ہمارے لئے برکت دے ہمارے شام میں، ہمارے لئے برکت رکھ ہمارے یمن میں۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ہمارے نجد میں۔ حضور نے وہی دعا کی الٰہی! ہمارے لئے برکت کر ہمارے شام میں، الٰہی ہمارے لئے برکت بخش ہمارے یمن میں۔ صحابہ نے پھر عرض کی یا رسول اللہ! ہمارے نجد میں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں میرے گمان میں تیسری دفعہ حضور نے نجد کی نسبت فرمایا: وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہیں سے نکلے گا شیطان کا سینگ۔ (ت)

---

[1] الصحیح البخاری کتاب استتابۃ المعاندین باب قتال الخوارج والملحدین الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰۵۱

[2] القرآن ۹/ ۳۱

[3] مجمع بحار الانوار تحت لفظ حدث مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/ ۴۴۲

[4] الصحیح البخاری کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفتنۃ من قبل المشرق مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰۵۰

باب ما قیل فی الزلازل والآیات " " ۱/ ۱۴۱

اس مخبرِ صادق مخبرِ صادق صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مطابق عبدالوہاب نجدی کے پیرو اتباع نے بحکم آنکہ ع

پدر اگر نتواند پسر تمام کند

(باپ اگر نہ کرسکا تو بیٹا تمام (مکمل) کردے گا)

تیرھویں صدی میں حرمین طیبین پر خروج کیا اور ناکردنی کاموں ناگفتنی باتوں سے کوئی دقیقہ زلزلہ و فتنہ کا اُٹھا نہ رکھا،

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔[1]

اور اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ (ت)

حاصل اُن کے عقائد زائغہ کا یہ تھا کہ عالم میں وہی مشت ذلیل موحد مسلمان ہیں باقی تمام مومنین معاذ اللہ مشرک، اسی بناء پر انھوں نے حرم خدا و حرم مصطفٰے علیہ افضل الصلوٰۃ والثناء کو معاذ اللہ دار الحرب اور وہاں کے سکان کرام ہمسایگانِ خدا و رسول کو (خاکم بدہان گستاخاں) کافر و مشرک ٹھہرا لیا اور بنام جہاد خروج کرکے وہ اسے فتنۂ عظمٰی پر شیطنت کبرٰی کا پرچم اُڑایا۔ علامہ فہامہ خاتم المحققین مولانا امین الدین محمد بن عابدین شامی قدس سرہ السامی نے کچھ تذکرہ اس واقعہ ہائلہ کا فرمایا ردالمحتار حاشیہ درمختار کی جلد ثالث کتاب الجہاد باب البغاۃ میں زیر بیان خوارج فرماتے ہیں،

کما وقع فی زماننا فی اتباع ابن عبدالوہاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذہب الحنابلۃ لکنہم اعتقدوا انہم ہم المسلمون وان من خالف اعتقادہم مشرکون واستباحوا بذلک قتل اہل السنۃ وقتل علمائہم حتی کسر اللہ تعالٰی شوکتہم وخرب بلادہم وظفر بہم عساکر المسلمین عام ثلث وثلثین ومائتین والف۔[2]

یعنی خارجی ایسے ہوتے ہیں جیسا ہمارے زمانے میں پیروانِ عبدالوہاب سے واقع ہوا جنھوں نے نجد سے خروج کرکے حرمین محترمین پر تغلب کیا اور وہ اپنے آپ کو کہتے تو حنبلی تھے مگر اُن کا یہ عقیدہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو اُن کے مذہب پر نہیں وہ سب مشرک ہیں اس وجہ سے اُنھوں نے اہلسنت و علمائے اہلسنت کا قتل مباح ٹھہرا لیا یہاں تک کہ اللہ تعالٰی نے اُن کی شوکت توڑ دی اور اُن کے شہر ویران کئے اور لشکر مسلمین کو اُن پر فتح بخشی ۱۲۳۳ھ میں۔

والحمد للہ رب العٰلمین۔

---

[1] القرآن ۲۶/ ۲۲۷

[2] ردالمحتار کتاب الجہاد مطبعہ مصطفی البابی مصر ۳/ ۳۳۹

غرض یہ فتنۂ شنیعہ وہاں سے مطرود و مخذول رسول کے پاک شہروں سے مدفوع و مردود ہو کر اپنے لئے سب جگہ ڈھونڈتا ہی تھا کہ نجد کے ٹیلوں سے اس دارالفتن ہندوستان کی نرم زمین اسے نظر پڑی، آتے ہی یہاں اپنے قدم جمائے، بانیِ فتنہ نے کہ اس مذہب نامہذب کا معلم ثانی ہوا وہی رنگ آہنگ کفر و شرک پکڑا کہ ان معدودے چند کے سوا تمام مسلمان مشرک، یہاں یہ طائفہ بحکم اَلَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا[1] (وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین میں جُدا جُدا راہیں نکالیں اور کئی گروہ ہوگئے۔ ت) خود متفرق ہوگیا ایک فرقہ بظاہر مسائل فرعیہ میں تقلید ائمہ کا نام لیتا رہا دوسرے نے ع

قدم عشق پیشتر بہتر

(عشق کا قدم آگے بڑھانا ہی بہتر ہے)

کہ اسے بھی بالائے طاق رکھا، چلتے آپس میں چل گئی وہ انھیں گمراہ یہ انھیں مشرک کہنے لگے مگر مخالفتِ اہلسنت و عداوتِ اہلِ حق میں پھر ملۃ واحدۃ رہے، ہرچند ان اتباع نے بھی تکفیر مسلمین میں اپنی چلتی کمی نہ کی لیکن پھر کلام الامام امام الکلام (امام کا کلام، کلام کا امام ہوتا ہے۔ ت) ان کے امام و بانی و ثانی کو شرک و کفر کی وہ تیزی و تندی چڑھی کہ مسلمانوں کے شرک کا زمانہ کہ حدیث صحیح مسلم،

لا یذھب اللیل والنھار حتی یعبد اللات والعزّٰی (الٰی قولہ) یبعث اللہ ریحا طیبۃ فتوفی کل من کان فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من ایمان فیبقی من لا خیر فیہ فیرجعون الٰی دین اٰبائھم[2] مشکوٰۃ کے باب لاتقوم الساعۃ الا علٰی شرار الناس[3] سے نقل کرکے بے دھڑک زمانہ موجود پر جاری کی جس میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہے "زمانہ فنا نہ ہوگا جب تک لات و عزّٰی کی پھر پرستش نہ ہو اور وہ یوں ہوگی کہ اللہ تعالٰی ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ساری دنیا سے مسلمانوں کو اٹھالے گی جس کے دل میں رائی کے دانے برابر ایمان ہوگا انتقال کرے گا جب زمین میں نرے کافر رہ جائیں گے پھر بتوں کی پوجا بدستور جاری ہوجائے گی" اس حدیث کو نقل کرکے صاف لکھ دیا سو پیغمبرِ خدا کے فرمانے کے موافق ہوا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہوشمند نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ اگر یہ وہی زمانہ ہے جس کی خبر حدیث میں دی ہے تو واجب ہوا کہ روئے زمین پر مسلمان کا نام و نشان باقی نہ ہو بجز ما بس اب تو اور تیرے

---

[1] القرآن ۶/ ۱۵۹

[2] صحیح مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعۃ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۲/ ۳۹۳

[3] مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفتن باب لاتقوم الساعۃ الا علی شرار الناس مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۸۰

ساتھی کدھر بہک جاتے ہیں، کیا تمہارا طائفہ دنیا کے پردے سے کہیں الگ بستا ہے، تم سب بھی انھیں شرار الناس و بدترین خلق میں ہوئے جن کے دل میں رائی کے دانے برابر ایمان کا نام نہیں اور دین کفار کی طرف پھر کر بتوں کی پوجا میں مصروف ہیں، سچ آیا حدیث[۱] مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد کہ حبک الشئ یعمی و یصم (شئ کی محبت تجھے اندھا اور بہرا کر دے گی۔ت) شرک کی محبت نے اس ذی ہوش کو ایسا اندھا بہرا کر دیا کہ خود اپنے کفر کا اقرار کر بیٹھا، غرض تو یہ ہے کہ کسی طرح تمام مسلمان معاذ اللہ مشرک ٹھہریں اگرچہ پہلے مشرکوں کو اپنا ہی چہرہ ہموار ہو جائے، اور اس بیباک چالاک کی نہایت عیاری یہ ہے کہ اسی مشکوٰۃ کے اُسی باب لاتقوم الساعۃ الا علی شرار الناس[۲] میں اسی حدیث مسلم کے برابر متصل دوسری فصل دوسری حدیث مفصل اسی صحیح مسلم کی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موجود تھی جس سے اس حدیث کے معنے واضح ہوتے اور اُس میں صراحۃً ارشاد ہوا تھا کہ یہ وقت کب آئے گا اور کیونکر آئے گا اور آغاز بت پرستی کا منشا کیا ہوگا، وہ حدیث مختصراً یہ ہے :

وعن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یخرج الدجال فی امتی فیمکث عہ اربعین فیبعث اللہ عیسی بن مریم فیہلکہ ثم یمکث فی الناس سبع سنین لیس بین اثنین عداوۃ ثم یرسل اللہ ریحا باردۃ من قبل الشام فلا یبقی علی وجہ الارض احد فی قلبہ مثقال ذرۃ من خیر او ایمان الا قبضتہ حتی لوان احدکم دخل

یعنی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری اُمت میں دجال نکل کر چالیس تک ٹھہرے گا پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کو بھیجے گا وہ اُسے ہلاک کریں گے پھر سات برس تک لوگوں میں اس طرح تشریف رکھیں گے کہ کوئی دو دل آپس میں عداوت نہ رکھتے ہوں گے اس کے بعد اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا کہ روئے زمین پر جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان

عہ راوی نے کہا مجھے نہیں معلوم کہ چالیس دن فرمایا یا مہینے یا برس انتہی، اور دوسری حدیث میں چالیس دن کی تصریح ہے پہلا دن سال بھر کا دوسرا ایک مہینہ کا تیسرا ایک ہفتہ کا، باقی دن عام دنوں کی طرح رواہ مسلم عن النواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث طویل ۱۲ منہ (م) (اسے امام مسلم نے حدیث طویل میں حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ت)

---

[۱] مسند احمد بن حنبل باقی حدیث ابی الدرداء رضی اللہ عنہ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۵/ ۱۹۴

[۲] مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفتن باب لاتقوم الساعۃ الخ " مطبع مجتبائی دہلی ص ۴۸۰

فی کبد جبل لدخلته علیه حتی تقبضه قال فیبقی شرار الناس فی خفة الطیر واحلام السباع لا یعرفون معروف ولا ینکرون منکر فیتمثل لهم الشیطان فیقول الا تستحیون فیقولون فما تامرنا فیامرهم بعبادة الاوثان ثم ینفخ فی الصور[1] (ملتقطا)۔ (رواه مسلم)

ہوگا اس کی روح قبض کرلے گی یہاں تک کہ اگر تم میں کوئی پہاڑ کے جگر میں چلا جائے گا تو وہ ہوا وہاں جاکر بھی اُس کی جان نکال لے گی اب بدترین خلق باقی رہ جائیں گے فسق و شہوت میں پرندوں کی طرح ہلکے سُبک اور ظلم و شدت میں درندوں کی طرح گراں و سخت جو اصلاً نہ کبھی بھلائی سے آگاہ ہوں گے نہ کسی بدی پر انکار کریں گے شیطان ان کے پاس آدمی کی شکل بن کر آئے گا اور کہے گا تمہیں شرم نہیں آتی یہ کہیں گے پھر تو ہمیں کیا حکم کرتا ہے وہ اُنھیں بُت پرستی کا حکم دے گا اس کے بعد نفخ صور ہوگا (ملتقطاً)۔

عیار ہوشیار اس حدیث کو الگ بچا گیا کہ یہاں تو سارے مکر کی قلعی کھلتی اور صاف ظاہر ہوتا کہ حدیث میں جس زمانے کی خبر دی ہے وہ بعد خروج و ہلاک دجال و انتقال عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آئے گا اُس وقت کے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ روئے زمین پر کوئی مسلمان نہ رہے گا جس طرح احمد[3] و مسلم و ترمذی کی حدیث میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا،

لا تقوم الساعة حتی لا یقال فی الارض الله الله[2]

قیامت نہ آئے گی جب تک کہ زمین میں کوئی اللہ اللہ کہنے والا رہے۔

اقول یہ حدیث بھی مشکوٰۃ بحوالہ مسلم اسی باب کے شروع میں ہے مزوّر چالاک دلدادۂ اشراک برابر کی حدیثیں نقل کرتا تو مسلمانوں کو کافر و مشرک کیونکر بناتا اور اس جھوٹے دعوے کی گنجائش کہاں سے پاتا کہ اپنے زمانے کی نسبت کردیا، سو پیغمبر صدا کے زمانے کے موافق ہوا مسلمان دیکھیں کہ جو عیار صریح واضح متداول حدیثوں میں ایسی معنوی تحریفیں کریں بے پر کی اڑانے میں اپنے باطنی مسلک کے بھی کان کتریں جھوٹے مطلب دل سے بنائیں اور انھیں مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مقصود ٹھہرائیں حالانکہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم متواتر حدیث میں ارشاد فرمائیں،

من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعده جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفتن باب الدجال مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۲/ ۴۰۳

[2] " " " باب ذہاب الایمان آخر الزمان " " " " " ۱/ ۸۴

مسند احمد بن حنبل از مسند انس رضی اللہ عنہ " دار الفکر بیروت ۳/ ۱۰۷، ۲۰۱، ۲۶۸

من الناس[1] دوزخ میں جائے۔ (ت)

ایسوں کا مذہب معلوم اور عمل بالحدیث کا مشرب معلوم ہوا

قیاس کن ز گلستاں شاں بہار شاں

جب اصول میں یہ حال ہے تو ظاہر ہے کہ فروع مسائل فقہیہ میں حدیثوں کی کیا کچھ گت نہ بناتے ہوں گے۔ پھر دعوٰی یہ ہے کہ ہم تو خیر البریہ یعنی قرآن اور قول خیر البریہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یعنی حدیث پر چلتے ہیں، سبحٰن اللہ یہ منہ اور یہ دعوٰی۔ سچ فرمایا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے۔

یأتی فی اٰخر الزمان قوم حدثاء الاسنان سفہاء الاحلام یقولون من خیر قول البریۃ یمرقون من الاسلام کما یمرق السہم من الرمیۃ لا یجاوز ایمانہم حناجرہم[2]۔ اخرجہ البخاری ومسلم وغیرہما عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ واللفظ للبخاری فی فضائل القرآن من الجامع الصحیح۔

آخر زمانہ میں کچھ لوگ حدیث السن سفیہ العقل آئیں گے کہ اپنے زعم میں قرآن یا حدیث سے سند پکڑیں گے اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے ایمان ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا۔ اسے بخاری ومسلم اور دیگر محدثین نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے روایت کیا اور مذکورہ الفاظ حدیث جامع صحیح البخاری کے باب فضائل القرآن سے لئے گئے ہیں۔

واقعی یہ لوگ ان پرانے خوارج کے ٹھیک ٹھیک بقیہ و یادگار ہیں وہی مسئلے وہی دعوے وہی انداز وہی وتیرے، خارجیوں کا داب تھا بظاہر اس قدر متشرع بنتے کہ عوام مسلمین انہیں نہایت پابند شرع جانتے پھر بات بات پر عمل بالقرآن کا دعوٰی عجب دام در سبزہ تھا اور مسلک وہی کہ ہمیں مسلمان ہیں باقی سب مشرک۔ یہی رنگ ان حضرات کے ہیں آپ موحد اور سب مشرک کمیں، آپ محمدی اور سب بدعتی، آپ عامل بالقرآن و حدیث اور سب چنیں وچناں بزعم خبیث، پھر ان کے اکثر متکلمین ظاہری پابندی شرع میں بھی خوارج سے کیا کم ہیں اہلسنت کان کھول کر سن لیں کہ دھوکے کی ٹٹی میں شکار نہ ہو جائیں، ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا،

---

[1] جامع الترمذی باب ما جاء فی تعظیم الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ امین کمپنی دہلی ۲/ ۹۰

[2] صحیح البخاری کتاب فضائل القرآن باب من رایا بقراءۃ القرآن الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۵۶

تحقرون صلاتکم مع صلاتھم وصیامکم مع صیامھم وعملکم مع عملھم[1]۔

تم حقیر جانوگے اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے سامنے اور اپنے روزے اُن کے روزوں کے سامنے اور اپنے اعمال اُن کے اعمال کے مقابل

بالآخر ارشاد فرمایا:

ویقرءون القرآن لایجاوز حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ[2]۔ رواہ البخاری ومسلم عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اور اعمال پر ان کا یہ حال ہوگا کہ قرآن پڑھیں گے گلوں سے تجاوز نہ کرے گا دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ اسے بخاری ومسلم دونوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔

پھر شانِ خدا کہ ان مذہبی باتوں میں خارجیوں سے قدم بقدم ہونا درکنار خارجی بالائی باتوں میں بھی بالکل یکرنگی ہے، انہیں ابوسعید رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث میں ہے:

قیل ما سیماھم قال سیماھم التحلیق[3]۔ رواہ البخاری ولیس بعدہ فی الجامع الصحیح الا حدیث واحد۔

عرض کی گئی: یا رسول اللہ! اُن کی علامت کیا ہوگی؟ فرمایا سرمنڈانا یعنی اُن کے اکثر سرمنڈے ہوں گے۔ اسے بخاری نے روایت کیا اس کے بعد جامع صحیح میں فقط ایک حدیث ہے یعنی یہ حدیث صحیح البخاری کی آخری حدیث سے پہلے والی حدیث ہے۔

بعض احادیث میں یہ بھی آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کا پتا بتایا مشمّرین الازار[4] (گھٹنوں تک ازار والے) اوکما ورد عنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (یا جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مروی ہوا ہے۔ ت) اللہ تعالٰی کی بے شمار درودیں حضور عالم ماکان ومایکون پر، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

ف ظاہر ہے کہ علامت قوم وہ ہو جو تمام قوم یا اکثر میں ہو ۱۲ منہ (م)

---

[1] صحیح البخاری کتاب فضائل القرآن باب من رایا بقراءۃ القرآن مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۵۶

[2] صحیح البخاری ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ۲/۷۵۶، ۵۸۰

[3] صحیح البخاری کتاب التوحید باب قراءۃ الفاجر والمنافق الخ ؍؍ ؍؍ ۲/۱۱۲۸

ف: بکر ۲۳۲ پر دیگر چند علامت کا بھی ذکر ہے پوری عبارت یوں ہے، غائر العینین مشرف الوجنتین ناشز الجبھۃ کث اللحیۃ محلوق الرأس مشمر الازار۔ اس حدیث میں گستاخ رسول کی علامتوں کا ذکر ہے۔ نذیر احمد

بالجملہ حضرات خوارج نہروان کے رشید پس ماندے جلا غلو و بیباکی میں اُن سے بھی آگے ہیں یا انھیں بھی دم سوجھی تھی کہ شرک و کفر تمام مسلمین کا دعوٰی اس حدیث سے ثابت کر دکھاتے جس سے ذی ہوش مذکور نے استدلال کیا

ع طرفہ شاگردے کہ گوید سبق استاد را

(کتنا اچھا شاگرد ہے کہ استاد کو بھی سبق سکھاتا ہے)

مگر حضرت حق عزوجل کا حسن انتقام لائق عبرت ہے چاہ کن را چاہ در پیش من حفر بیرا لاخیہ فقد وقع فیہ (جو شخص کسی کے لئے کنواں کھودتا ہے تو اس میں گرتا ہے۔ ت) حدیث سے سند لائے تھے مسلمانوں کے کافر مشرک بنانے کو اور بحمداللہ خود اپنے مشرک و کافر ہونے کا اقرار کرلیا کہ جب یہ وقت وہی ہے کہ روئے زمین پر کوئی مسلمان نہیں تو یہ مستدل بھی انھیں کافروں میں کا ایک ہے قضی الرجل علی نفسہ (آدمی نے اپنے خلاف فیصلہ کیا۔ ت) اقرار مرد آزار مرد المرء مواخذ باقرارہ (آدمی اپنے اقرار پر گرفتار ہوتا ہے۔ ت) مدہوش بیچارہ خود کردہ را علاجے نیست میں گرفتار ہوا، اور مسلمانوں کو تو خدا کی امان ہے اُن کے لئے اُن کے سچے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سچی بشارت آئی ہے کہ یہ اُمّت مرحومہ ہرگز شرک اور غیر خدا کی پرستش نہ کرے گی۔

امام احمد مسند اور ابن ماجہ سنن اور حاکم مستدرک اور بیہقی شعب الایمان میں حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور پُرنور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنی اُمّت کی نسبت فرماتے ہیں:

اما انھم لایعبدون شمسا ولاقمرا ولاحجرا ولاوثنا ولکن یراؤن باعمالھم[1]۔

خبردار ہو بیشک وہ نہ سورج کو پوجیں گے نہ چاند کو نہ پتھر کو نہ بُت کو، ہاں یہ ہوگا کہ دکھاوے کے لئے اعمال کریں گے۔

اسی لئے جب قیامت آنے کو ہوگی اور شرک محض کا وقت آئے گا ہوا بھیج کر مسلمانوں کو اٹھالیں گے والحمد للہ رب العٰلمین۔ پھر اہل عرب کے لئے خاص مژدہ ارشاد ہوا ہے کہ وہ ہرگز شیطانی پرستش میں مبتلا نہ ہوں گے۔

احمد و مسلم و ترمذی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الشیطن قد یئس ان یعبدہ المصلون فی جزیرۃ العرب ولکن فی التحریش بینھم[2]۔

بیشک شیطان اس سے نا اُمید ہوگیا ہے کہ جزیرۂ عرب کے نمازی اُسے پُوجیں، ہاں ان میں جھگڑے اٹھانے کی طمع رکھتا ہے۔

---

[1] مسند الامام احمد بن حنبل	حدیث شداد بن اوس رضی اللہ عنہ	مطبوعہ دارالفکر بیروت	۴/ ۱۲۴
[2] " " "	ازمسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ	" کتب خانہ رشیدیہ "	۳/ ۳۵۴
صحیح مسلم	باب تحریش الشیطان ۲/	مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی	۲/ ۳۷۶
جامع الترمذی	باب ما جاء فی التباغض	" امین کمپنی دہلی	۲/ ۱۶

ابویعلٰی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الشیطٰن قد یئس ان تعبد الاصنام فی ارض العرب ولکنہ سیرضی منکم بدون ذٰلک بالمحقرات[1] الحدیث۔ واصلہ عنہ عند احمد والطبرانی بسند حسن۔

یعنی شیطان یہ امید نہیں رکھتا کہ اب زمین عرب میں بُت پُوجے جائیں مگر وہ اس سے کم درجہ گناہ تم سے کرا دینے کو غنیمت جانے گا جو حقیر و آسان سمجھے جاتے ہیں (الحدیث)۔ اسے امام احمد اور طبرانی نے انھیں سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

بیہقی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے تذکیراً اور حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے تقریراً راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے وداع کرتے وقت ارشاد فرمایا:

ان الشیطان قد یئس ان یعبد فی جزیرتکم ھذہ ولکن یطاع فیما تحتقرون من اعمالکم فقد رضی بذٰلک[2]

یعنی شیطان کو یہ امید نہیں کہ اب تمھارے جزیرے میں اس کی عبادت ہوگی ہاں اُن اعمال میں اُس کی اطاعت کرو گے جنھیں تم حقیر جانو گے وہ اسی قدر کو غنیمت سمجھتا ہے۔

امام احمد حضرت عبادہ بن صامت و ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہما سے معاً راوی حضور سید الکونین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

ان الشیطان قد یئس ان یعبد فی جزیرۃ العرب[3]۔

بیشک شیطان اس سے مایوس ہے کہ جزیرۂ عرب میں اس کی پرستش ہو۔

یہ چھ صحابیوں کی حدیثیں ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔ ہاں انھیں سن کر مسلمان کہے کہ دیکھو پیغمبر خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق ہوا کفر و شرک جب سے جزیرۂ عرب سے نکلے وہ دن اور آج کا دن پھر ادھر کا منہ کرنا نصیب نہ ہوا والحمد للہ رب العٰلمین۔ پھر خطۂ مبارکہ حجاز یعنی حرمین طیبین اور اُن کے مضافات کے لئے اس سے اجل و اعظم بشارت آئی جامع ترمذی میں عمرو بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ

---

[1] مسند ابویعلٰی از مسند عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ حدیث ۵۱۰۰ مطبوعہ دارالقبلہ جدہ و موسسۃ علوم القرآن بیروت ۶۹/۵

[2] شعب الایمان وھو باب فی اخلاص العمل للہ حدیث ۶۹۶۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۳۴۰/۵

[3] مسند احمد بن حنبل حدیث شداد بن اوس رضی اللہ عنہ 〃 دارالفکر بیروت ۱۲۶/۴

سے مروی حضور پرنور سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

ان الدین لیأرز الی الحجاز کما تأرز الحیۃ الی جحرھا ولیعقلن الدین من الحجاز معقل الارویۃ من الجبل[1]

بیشک دین حجاز کی طرف ایسا سمٹے گا جیسے سانپ اپنی بل کی طرف، اور بیشک دین حرمین طیبین کو ایسا اپنا مسکن و مامن بنائے گا جیسے پہاڑی بکری پہاڑ کی چوٹی کو۔

پھر مدینہ طیبہ کا کہنا ہی کیا ہے کہ وہ تو مامنوں کا خاص اور دین متین کا اول و آخر ملجا و مناص ہے صلی اللہ تعالٰی علی من جعلها هکذا وبارک وسلم (اللہ تعالٰی اس ذاتِ اقدس پر رحمتیں، برکتیں اور سلام نازل فرمائے جس نے شہر مدینہ کو یہ شرف بخشا) اس کی نسبت بالتخصیص ارشاد ہوا،

انّ الایمان لیأرز الی المدینۃ کما تأرز الحیۃ الی جحرھا[2]۔ رواہ الائمۃ احمد والبخاری ومسلم وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ وفی الباب عن سعد بن ابی وقاص وغیرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم۔

بیشک ایمان مدینہ کی طرف یوں سمٹے گا جیسے سانپ اپنی بل کی طرف۔ اسے ائمہ کرام احمد، بخاری، مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس معاملہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے بھی حدیث مروی ہے۔

انصاف کیجئے تو صرف یہی حدیثیں اور ان کی مثال ان سفہا کے ابطال مذہب میں کافی و وافی و برہان شافی ہیں اگر ان کا مذہب حق ہے تو اہل مدینہ و اہل مکہ و اہل حجاز و اہل عرب و اہل تمام بلاد و دار الاسلام سب کے سب معاذ اللہ مشرکین بے دین ہیں اور مسلمان صرف یہی ہند کے چند بے لگام کثیر الجہل یا نجد کے بعض بے مہار بقیۃ السیف انا للہ وانا الیہ راجعون، اسی طرح متواتر حدیثیں ان کے مبطل مذہب جن میں ارشاد ہوا کہ اس امت مرحومہ کا بڑا حصہ ہرگز گمراہی پر مجتمع نہ ہوگا، میں ان کی وفور کثرت و کمال شہرت کے سبب یہاں ان کی نقل سے دست کش رہا، ان شاء اللہ تعالٰی تحریر جداگانہ میں ان کی شوکت قاہرہ کو جلوہ دیا جائے گا، ہر مسلمان اور یہ حضرات خود بھی جانتے ہیں کہ تمام بلاد اسلامیہ میں امت مرحومہ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کروڑوں اربوں آدمی بارک اللہ تعالٰی

---

[1] جامع الترمذی باب ماجاء ان الاسلام بدأ غریبا الخ مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۸۶

[2] صحیح البخاری باب الایمان یأرز الی المدینۃ ؍ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۵۲

فیھم وعلیھم (اللہ تعالٰی ان میں اور ان پر برکت نازل کرے۔ ت) اس سنّی مذہب سے متنفّرہ و بری ہیں اس کے نام لیوا فقط یہی ذلیل و قلیل مشتے چند ہندی و نجدی ہیں طرفہ یہ کہ اُن کے بعض مکلبین اپنی اسی شذوذ و قلت و مخالفت جماعت پر ناز کرتے اور احادیث جماعت و سواد اعظم کے مقابل آیۂ ولو اعجبک کثرۃ الخبیث[1] (اگرچہ تجھے خبیث کی کثرت تعجب میں ڈال دے۔ ت) پڑھتے ہیں۔ یہ کید انھیں صاحبوں نے کہ تمام مذاہب باطلہ کے عطر مجموعہ ہیں حضرات روافض سے اڑایا وہ اپنی ذلت و قلت کو اپنی حقانیت کی حجت ٹھہراتے اور آیات قرآنیہ میں ویسی ہی تحریفیں کرکے خواہی نخواہی مدعا پر جماتے ہیں، شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں،

کید یازدہم آنکہ گویند مذہب اثنا عشریہ حق است زیرا کہ اثنا عشریہ قلیل و ذلیل اند و اہل سنت کثیر و عزیز و خدائے تعالٰی در حق اہل حق می فرماید وَقَلِیْلٌ مَّا هُمْ و دریں تقریر تحریف کلام اللہ است زیرا کہ حق تعالٰی در حق اصحاب الیمین فرمودہ است ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ و اگر قلت و ذلت موجب حقیت شود باید کہ نواصب و خوارج اولٰی بحق باشند کہ بسیار قلیل و ذلیل اند بلکہ حق تعالٰی جا بجا ظہور و غلبہ و تسلط در شان اہل حق می فرماید و در احادیث جا بجا باتباع سواد اعظم از امت و موافقت با جماعت تاکید فرمودہ اند اھ ملتقطا[2]

گیارھواں فریب ان کا یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں مذہب اثنا عشریہ حق ہے کیونکہ اثنا عشریہ تھوڑے اور کمزور اور اہلسنت کثیر و غالب، اللہ تعالٰی نے اہل حق کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا ہے وہ بہت تھوڑے ہیں۔ اس گفتگو میں اللہ تعالٰی کے کلام میں تحریف ہے کیونکہ اللہ تعالٰی نے اصحاب یمین کے بارے میں فرمایا: اگلوں میں سے ایک گروہ اور پچھلوں میں سے ایک گروہ۔ اگر قلت و ذلت حق ہونے کا سبب ہوتی تو پھر نواصب و خوارج حق پر ہونے کے زیادہ لائق ہیں کہ وہ بہت ہی تھوڑے اور نہایت ہی کمزور ہیں، بلکہ خود اللہ تعالٰی نے جا بجا اہل حق کے غلبہ، تسلط اور ظہور کا ذکر کیا ہے اور احادیث میں جا بجا اُمت کے سواد اعظم کی اتباع اور موافقت با جماعت کی تاکید کی گئی ہے اھ تلخیصاً۔ (ت)

لطف یہ ہے کہ اس کے بعد جو شاہ صاحب نے روافض کے حالات اور اُن کی بدمذہبی کے ثمرات لکھے کہ

ہیچ ملک ناحیہ را از کفار بدست نیاوردہ و دار الاسلام نساختہ بلکہ اگر گاہے ایشاں را ریاست ناحیہ بدست

انھوں نے کسی ملک کو کفار سے چھڑا کر دار الاسلام نہیں بنایا اگر کبھی ان کے قبضہ میں کوئی ریاست آئی بھی تو

---

[1] القرآن ۵/۱۰۰

[2] تحفہ اثنا عشریہ فصل دوم در مکائد جزئیہ روافض الخ کید یازدہم مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۷

آمدہ با کفار مداہنت نمودہ و دار الاسلام را دار الکفر ساختند، اند ہرگاہ در ملکے تشیع رائج شد فتنہ و فساد و نفاق فیما بین فوج فوج باریدہ، حالت ہندوستان باید دید و حالت ملک عرب و شام و روم باید دید و باید سنجید اھ ملخصاً۔

انھوں نے مداہنت بالکفار سے کام لیتے ہوئے دار الاسلام کو دار الکفر بنا دیا، جہاں کسی ملک میں اہل تشیع کا غلبہ ہوا فتنہ و فساد اور نفاق کے باعث لوگ آپس میں گروہوں میں بٹ گئے، ہندوستان کی حالت دیکھ لو اور ملک عرب، شام اور روم کو اس پر قیاس کر لو اھ ملخصاً (ت)

یہ سب باتیں بھی حرف بحرف اس طائفہ جدیدہ پر منطبق ہوئیں تو انھیں نکلے ایسے کے دن ہوئے تاہم جب سے سر ابھارا سارا فتنہ مسلمانوں ہی پر آیا، ہمیشہ مسلمانوں کو مشرک کہا مسلمانوں ہی کے قتل و غارت کا قصد رہا، آخر کچھ دنوں شوکت بھی پائی، فوج و جمعیت بھی ہاتھ آئی پھر کون سا ملک کافروں سے لیا، کون سا حملہ مشرکوں پر کیا، ہاں خدا و مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہروں کو دار الحرب بتایا، لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ماننے والوں کا خون بہایا، آدمی کو جب قوت ملتی ہے دل کی دبی بھڑک کر نکلتی ہے جو کچھ غیظ تھا انھیں پر ٹوٹے، خدا و مصطفیٰ کے شہر لوٹے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ وسیعلم الظالم این المثوی (عنقریب ظالم جان لے گا کہ اس کا ٹھکانا کہاں ہے۔ ت) جب وہاں ان کا استیصال ہوا شمشیر سلطانی نے گرفتار بیت الوبال کیا ان آزادوں نے جہاں نہ کوئی پرسان سنت نہ خبرگیران ملت آئیں حبلک علی غاربک (تیری رسی تیرے کاندھے پر ہے۔ ت)، کہہ کر لیا قدموں کی برکت کہاں جائے جب نجد چھوڑ کر ہند میں آئے یہاں ان کے دم سے جو فتنہ و فساد پھیلے باہم مسلمانوں میں نفاق و شقاق کے چشمے اُبلے، ظاہر و عیاں ہیں، کس پر نہاں ہیں، خصوصاً اُن شہروں کی پوری شامت جن میں ان کے عامل کثرت کچھ دینی قوم پر جھگڑ رہے ہیں کچھ لگتے کچھ بگاڑ رہے ہیں، باپ سُنّی ذریت وہابی، شوہر سُنّی عورت وہابی، گھر گھر فتنے آئے دن فساد، عیش منغص چین برباد، ابتداءً بانی ثانی نے بھی وہی رنگ جمائے، بلاد اسلام دار الکفر ٹھہرائے، جس سال نجد میں ان کے اکابر کا قلع قمع ہوا اور ادھر بھاگ کر ۱۲۳۳ھ تھا اسی سال سے انھوں نے یہاں کے شہروں پر یہ فتویٰ دیا، امام الطائفہ نے ترغیب جہاد کے ضمن میں لکھا:

ہندوستان را دریں جزو زمان کہ سنہ ۱۲۳۳ھ یک ہزار و دو صد و سی و سوم ست اکثرش دریں ایام دار الحرب گردیدہ۔

ہندوستان کو اس وقت یعنی ۱۲۳۳ھ میں کہ اس کا اکثر حصہ دار الحرب قرار دیا جا چکا ہے۔ (ت)

۱؎ تحفہ اثنا عشریہ فصل دوم در مکائد جزئیہ روافض الخ کید یازدہم مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۴

۲؎ صراط مستقیم فصل چہارم افادہ ۵ مطبوعہ المکتبۃ السلفیۃ لاہور ص ۶۵

مگر زمانے نے زیادہ مہلت نہ دی، قتل کی حسرت دل ہی میں رہی۔ اتباع میں اتنا کوئی نہ ہوا کہ ٹوٹے جنگ کو جوڑے، ناچار زبانِ قلم و قہرِ زبان سے چلے دل کے پھپھولے پھوڑے، تکفیرِ مسلمین اصل مذہب ہے۔ کفر و شرک تو پہلا لقب ہے، اُن کے بعض دلدادوں نے تصریحیں کی ہیں کہ اہلسنت کفارِ حربی ہیں اُن کے خون و مال حلال بلکہ اس سے زائد شیطانی اقوال، جو توقع پائیں تو کیا کچھ نہ کر دکھائیں،

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ[1]۔	بغض و بیر اُن کی باتوں سے جھلک اٹھا اور وہ (غیظ و عناد) جو سینوں میں چھپائے ہیں اور بڑا ہے۔ (ت)
ولاحول ولا قوۃ الا باللہ ھو المستعان عن کل ذی شر۔	اس اللہ کے سوا کوئی طاقت و قوت نہیں جو ہر شر کے خلاف مددگار ہے۔ (ت)

غرض کہیں خوارج کی ہمسنگی کہیں روافض سے ہمرنگی ع

مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

اور شاہ صاحب کے اخیر فقرے تو موتیوں میں تولنے کے قابل ہیں،

حالت ایران و دکن و ہندوستان باید دید و حالت ملک عرب و شام و روم و توران و ترکستان باید سنجید[2]	ایران و دکن اور ہندوستان کی حالت دیکھ لیجئے اور ملک عرب و شام اور روم و توران و ترکستان کو اس پر قیاس کر لینا چاہئے۔ (ت)

واقعی دیکھئے یہاں ان کی آزادی و بے قیدی سے مذہبِ حق پر کتنا ضرر ہے اور وہاں جو عام بلاد میں ان کا نشان نہیں اور نجد میں جو بقیۃ السیف ہے اُن میں سر اٹھانے کی جان نہیں دینِ متین کس قوت پر ہے ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ۔ ان صاحبوں سے پوچھئے آپ بھی شاہ صاحب کی طرح عرب و روم و شام کو ہندوستان سے برتر مانیں گے یا اُن برکت والے ملکوں کو اس سے بھی بدتر حال میں جانیں گے کہ یہاں آپ کے مذہب کو استشہاد بھی ہے، اعلانِ مشرب کا اختیار بھی ہے۔ اور وہاں قریب از مذہب جدید کا نام لیا اور آفت رسید والحمد للہ العلی المجید۔ غرض کہاں تک کہئے کلام طویل اور فرصت قلیل، عرب و عجم کے علمائے اہلسنت شکر اللہ تعالٰی مساعیہم الجمیلہ نے بکرّات و مرّات اس طائفہ تالفہ کے رد بلیغ فرمائے، اور فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ کے بھی متعدد فتاوٰی میں ہر بار کلام تازہ و فوائد جدیدہ بیان میں آئے، یہاں سائل کا جس قدر سے سوال ہے

---

[1] القرآن ۳/ ۱۱۸

[2] تحفہ اثنا عشریہ فصل دوم در مکائد جزء تیرہ روافض کید ۱۱۱ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۰

اُس کی طرف توجہ کا خیال ہے فاقول مستعینا بالقریب المجیب وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

الشروع فی الجواب بتوفیق الملک الوہاب

بلا شبہہ غیر مقلد کے پیچھے نماز مکروہ و ممنوع و لازم الاحتراز، انھیں باختیار خود امام کرنا تو ہرگز کسی سُنی محب سنت و کارہ بدعت کا کام نہیں، اور جہاں وہ امام ہوں اور منع پر قدرت نہ ہو سُنی کو چاہئے دوسری جگہ امام صحیح العقیدہ کی اقتدا کرے حتی کہ جمعہ میں بھی جبکہ اور جگہ مل سکے۔ امام محقق ابن الہمام فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں:

یکرہ فی الجمعۃ اذا تعددت اقامتہا فی المصر علی قول محمد وھو المفتی بہ لانہ بسبیل من التحول۔[1]	امام محمد کے مفتی بہ قول کے مطابق جمعہ میں فاسق و بدعتی کی اقتدا مکروہ ہے جبکہ شہر میں جمعہ متعدد مقامات پر قائم ہوتا ہو کیونکہ اس صورت میں دوسرے مقام پر منتقل ہونا ممکن ہے (ت)

اور اگر مجبوری اُن کے پیچھے پڑھی یا پڑھنے کے بعد حال کُھلا تو نماز پھیرے اگرچہ وقت جاتا رہا ہو اگرچہ مدت گزر چکی ہو کما حققہ المولی الفاضل سیدی امین الدین محمد بن عابدین الشامی رحمہ اللہ تعالٰی فی ردالمحتار (جیسا کہ ہمارے عظیم فاضل سیدی امین الدین محمد بن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالٰی نے ردالمحتار میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت) فقیر غفراللہ تعالٰی لہ اس حکم کو پانچ دلیلوں سے روشن کرتا ہے، وباللہ التوفیق۔

دلیل اوّل

یہ تو خود واضح اور ہماری تقریر سابق سے لائح کہ طائفہ مذکورہ بدعتی بلکہ بدترین اہل بدعت سے ہے، اور فاضل علامہ سیدی احمد مصری طحطاوی رحمۃ اللہ تعالٰی نے حاشیہ درمختار میں ناقل:

من شذ عن جمہور اھل الفقہ والعلم والسواد الاعظم فقد شذ فیما یدخلہ	یعنی جو شخص جمہور اہل علم و فقہ و سواد اعظم سے جُدا ہوجائے وہ ایسی چیز کے ساتھ تنہا ہوا جو اُسے

---

[1] فتح القدیر باب الامامۃ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۰۴

فعلیکم معاشر المؤمنین باتباع الفرقۃ الناجیۃ المسماۃ باھل السنۃ والجماعۃ فان نصرۃ اللہ تعالٰی وحفظہ وتوفیقہ فی موافقتھم وخذلانہ وسخطہ فی مخالفتھم وھذہ الطائفۃ الناجیۃ قد اجتمعت الیوم فی مذاھب اربعۃ وھم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون رحمھم اللہ تعالٰی ومن کان خارجا عن ھذہ الاربعۃ فی ھذا الزمان فھو من اھل البدعۃ والنار۱؎

دوزخ میں لے جائے گی تو اے گروہ مسلمین! تم پر فرقۂ ناجیہ اہلسنت وجماعت کی پیروی لازم ہے کہ خدا کی مدد اور اس کا حافظ و کارساز رہنا موافقتِ اہلسنت میں ہے اور اس کا چھوڑ دینا اور غضب فرمانا اور دشمن بنانا سنیوں کی مخالفت میں ہے اور یہ نجات والا گروہ اب چار مذہب میں مجتمع ہے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، اللہ تعالٰی ان سب پر رحمت فرمائے اس زمانے میں ان چار سے باہر ہونے والا بدعتی جہنمی ہے۔

علامہ شامی کا ارشاد گزرا کہ انہوں نے ان کے اسلاف تک کو خارجیوں میں شمار فرمایا، یہ اخلاف کہ اصول میں ان کے مقلد اور فروع میں اعلانِ بے لگامی سے ان پر بھی زائد کہ وہ بظاہر ادعائے حنبلیت رکھتے تھے یہ اس نام کو بھی سیاستِ شرک اور اپنے حق میں دشنامِ سخت جانتے ہیں کیونکر خوارج میں داخل اور اپنے اگلوں سے بڑھ کر گمراہ و مبطل نہ ہوں گے۔ ان صاحبوں سے پہلے بھی ایک فرقہ قیاس و اجتہاد کا منکر تھا جنہیں ظاہریہ کہتے تھے جن کی نسبت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے لکھا:

داؤد ظاہری و متابعانش را از اہلسنت شمردن درچہ مرتبہ از جہل و سفاہت ست ۲؎

داؤد ظاہری اور اس کے متبعین کو اہل سنت سے شمار کرنا بڑی جہالت و بیوقوفی ہے الخ (ت)

مگر وہ بیچارے با اینہمہ تقلید کو شرک اور مقلدانِ ائمہ کو مشرک نہ جانتے تھے جب بتصریح شاہ صاحب انہیں سُنّی جاننا سخت جہالت و حماقت ہے تو استغفر اللہ یہ کہ ضلالت میں ان سے ہزار قدم آگے کیونکر ممکن کہ بدعتی گمراہ نہ ٹھہریں، بالجملہ ان کا مبتدع ہونا اظہر من الشمس و ابین من الامس ہے اور اہل بدعت کی نسبت تمام کتبِ فقہ و متون و شروح و فتاوٰی میں صریح تصریحیں موجود کہ ان کے پیچھے نماز مکروہ، اور تحقیق یہ ہے کہ یہ کراہت

۱؎ حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الذبائح مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۱۵۳

تحریمی ہے یعنی حرام کی مقارب، گناہ کی جالب، اعادہ نماز کی موجب،

کما ابتنا علیہ عرش التحقیق بحول ربنا ولی التوفیق فی تحریرلنا مستقل انیق واجبنا فیہ عما یتراأی من خلاف ہذا القول التحقیق بقبول اہل التدقیق ولنذکر طرفا من الکلام افادۃ لمزید التوثیق۔

جیسا کہ اس پر ہم نے اپنی مستقل تصنیف لطیف میں اپنے رب کے فضل و کرم سے خوب تحقیق کی ہے اور اس محقق قول کے خلاف شبہات کا جواب بڑی دقیق نظر سے دیا ہے، مزید توثیق کے لئے کچھ گفتگو یہاں کر دیتے ہیں۔ (ت)

علماء فرماتے ہیں نماز اعظم شعائرِ دین ہے اور بدعتی کی توہین شرعاً واجب، اور امامت میں اس کی توقیر و تعظیم مقصودِ شرعیات سے بالکل مجانب۔ طبرانی معجم کبیر میں عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے موصولاً اور بیہقی شعب الایمان میں ابراہیم بن میسرہ مکی سے مرسلاً راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ہدم الاسلام[1]۔

جو کسی بدعتی کی توقیر کرے اس نے دینِ اسلام کے ڈھانے پر مدد کی۔

اقول وباللہ التوفیق اوّلاً ظاہر ہے کہ امام سردار ہوتا ہے اور مقتدی اس کے پیرو۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

انما جعل الامام لیؤتم بہ[2]۔ رواہ الائمۃ احمد والبخاری ومسلم وغیرہم عن ام المؤمنین الصدیقۃ وعن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

امام تو اسی لئے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ اس کو ائمہ کرام امام احمد، بخاری، مسلم وغیرہ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے۔

اور حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اذا مدح الفاسق غضب الرب واہتز لذلک العرش[3]۔ رواہ الامام ابوبکر بن ابی الدنیا

جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب تبارک و تعالٰی غضب فرماتا ہے اور اس کے سبب عرشِ الٰہی

---

[1] شعب الایمان باب ٢٦ فصل فی مجانبۃ الفسقۃ والمبتدعۃ دارالکتب العلمیہ بیروت ٧/ ٩١

[2] صحیح البخاری کتاب الاذان باب انما جعل الامام لیؤتم بہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ١/ ٩٦، ٩٥

[3] الکامل لابن عدی ترجمہ سابق بن عبداللہ الرقی مطبوعہ دارالفکر بیروت ٣/ ١٣٠٧ اور ٥/ ١٩١٦
شعب الایمان مطبوعہ بیروت ٤/ ٢٣٠ ، تاریخ ابن عساکر مطبوعہ بیروت ٦/ ٣٠٠
تاریخ بغداد مطبوعہ بیروت ٧/ ٢٩٨ اور ٨/ ٤٢٨

43 فی ذم الغیبة عن انس خادم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وابن عدی[۴] فی الکامل عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

بل جاتا ہے۔ اسے امام ابوبکر بن ابی الدنیا نے کتاب ذم الغیبت میں حضرت انس خادم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اور ابن عدی نے الکامل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور امام عبدالعظیم منذری زکی الدین علیہ الرحمۃ الٰی یوم الدین نے کتاب الترغیب والترہیب میں ایک ترہیب اس بارے میں لکھی کہ فاسق یا بدمذہب کو سردار وغیرہ کلماتِ تعظیم سے یاد نہ کیا جائے،

حیث قال الترھیب من قولہ لفاسق او مبتدع یا سیدی او نحوھا من الکلمات الدالة علی التعظیم[1]

ان کے الفاظ یہ ہیں کہ فاسق یا بدمذہب کو یا سید وغیرہ تعظیم کے الفاظ کے ساتھ پکارنا منع ہے۔

پھر اس میں حدیث بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نقل کی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاتقولوا للمنافق یا سید فانہ ان یکن سیدا فقد اسخطتم ربکم عزوجل[2] رواہ ابوداؤد والنسائی باسناد صحیح[3]۔

منافق کو اے سردار نہ کہہ کر پکارو کہ اگر وہ تمہارا سردار ہُوا تو بیشک تم نے اپنے رب عزوجل کو ناراض کیا۔ اسکو ابوداؤد اور نسائی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور حاکم کے لفظ یہ ہیں:

اذا قال الرجل للمنافق یا سید فقد اغضب ربہ عزوجل[4]۔ قلت وھکذا اخرجہ البیھقی فی شعب الایمان۔

جب کوئی شخص منافق کو اسے سردار کہہ کر پکارے تو بیشک وہ اپنے رب عزوجل کو غضب میں لایا۔ میں کہتا ہوں اور یونہی اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے۔

سبحٰن اللہ! جب فاسق و بدمذہب کی زبانی تعریف اور انہیں صرف محل خطاب میں بلفظ سردار

---

[1] الترغیب والترہیب الترہیب من قولہ لفاسق الخ مطبوعہ مصطفٰی البابی مصر ۴/۵۷۹

[2] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

[3] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

[4] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

نہ کہ باموجب غضب الٰہی ہوتا ہے تو اُسے بحالتِ اختیار حقیقۃً امام وسردار بنانا اور آپ اُس کے تابع و پیرو بننا معاذ اللہ کیونکر موجب غضب نہ ہوگا اور بے شک جو بات باعثِ غضب رحمٰن عزوجل ہو اُس کا ادنیٰ درجہ کراہت تحریم ہے۔

ثانیاً ابونعیم حلیہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اهل البدعة شر الخلق والخليقة[1]	بدمذہب لوگ تمام جہان سے بدتر ہیں۔

بیہقی کی حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لا يقبل الله لصاحب بدعة صلوة ولا صوما ولا صدقة ولا حجا ولا عمرة ولا جهادا ولا صرفا ولا عدلا يخرج من الاسلام كما تخرج الشعرة من العجين[2]	اللہ تعالیٰ کسی بدمذہب کی نماز قبول کرے نہ روزہ نہ زکوٰۃ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ فرض نہ نفل بدمذہب اسلام سے یوں نکل جاتا ہے جیسے آٹے سے بال۔

امام دارقطنی وابوحاتم محمد بن عبدالواحد خزاعی اپنے جزء حدیثی میں ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اصحاب البدع كلاب اهل النار[3]	اہل بدعت دوزخیوں کے کتے ہیں۔

اور ان کے سوا بہت حدیثیں بدمذہبوں کی مذمت شدیدہ میں وارد ہوئیں اور پُر ظاہر کہ نماز مقامِ مناجات وراز اور تمام اعمالِ صالحہ میں معزز وممتاز ہے کیا نظافت ایمانی گوارا کرسکتی ہے کہ ایسی جگہ ایسے اشرار کو بلاضرورت اپنا پیشوا اور سردار کیا جائے جن کے حق میں سگانِ جہنم وارد ہوا عقلِ سلیم تو یہی کہتی ہے کہ اگر اہل بدعت واہوا زمانۂ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں ظاہر ہوتے اُن کے پیچھے

---

[1] حلیۃ الاولیاء   مروی از ابوسعید موصلی   مطبوعہ دارالکتاب العربیہ بیروت   ۲۸۹/۸

[2] کنز العمال   فصل فی البدع   " موسسۃ الرسالۃ بیروت   ۲۲۰/۱
الترغیب والترہیب   الترہیب من ترک السنۃ الخ   مطبوعہ مصطفی البابی مصر   ۸۶/۱
سُنن ابن ماجہ   باب البدع والجدل   مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور   ص ۶

[3] کنز العمال   فصل فی البدع   " موسسۃ الرسالۃ بیروت   ۲۱۸/۱
الجامع الصغیر مع فیض القدیر   حدیث ۱۰۲۹   " دارالمعرفۃ بیروت   ۵۲۸/۱

نماز سے ممانعت آئی نہ یہ کہ صرف خلاف اولٰی ہے پڑھ لو تو کچھ مضائقہ نہیں۔

ثالثًا بدمذہب مبغوض خدا ہے اور مبغوض خدا سے نفرت و دوری واجب، ولہٰذا قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۝[1] اور اگر شیطان تجھے بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

اور اسی لئے احادیث میں بدمذہب سے قرب و اختلاط کا منع آیا، احمد و ابوداؤد و حاکم حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاتجالسوا اھل القدر ولا تفاتحوھم[2] قدریوں کے پاس نہ بیٹھو نہ ان سے سلام کلام کی ابتدا کرو۔

عقیلی و ابن حبان انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ اختارنی واختارلی اصحابا واصھارا وسیأتی قوم یسبونھم وینتقصونھم فلا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تؤاکلوھم ولا تناکحوھم[3]۔ بیشک اللہ تعالٰی نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے اصحاب و اصہار چن لئے اور قریب ایک قوم آئے گی کہ انہیں برا کہے گی اور ان کی شان گھٹائے گی تم ان کے پاس نہ بیٹھنا، نہ ان کے ساتھ پانی پینا نہ کھانا کھانا نہ شادی بیاہ کرنا۔

جن کے پاس بیٹھنا خدا و رسول کو ناپسند ہو جل جلالہ و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، انہیں امام بنانا شرعًا کیونکر گوارا فرمائے گی

والمکروہ تنزیھا سائغ مشروع یجامع الاباحۃ کما نص علیہ العلماء الکرام وذکرنا تحقیقہ فی رسالتنا "جمل مجلیۃ ان المکروہ تنزیھا لیس بمعصیۃ"۔ مکروہ تنزیہی مشروع اور اباحت کا جامع ہے جیسا کہ علماء کرام نے اس پر تصریح کی ہے۔ اس کی تحقیق ہم نے اپنے رسالے "جمل مجلیۃ ان المکروہ تنزیہا لیس بمعصیۃ" میں کی ہے (ت)

بلکہ اسی حدیث میں روایت ابن حبان ان لفظوں سے ہے:

---

[1] القرآن ۶ /۶۸

[2] سنن ابی داؤد باب ذراری المشرکین مطبع آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۲۹۳
مسند احمد بن حنبل از مسند عمر فاروق رضی اللہ عنہ " دار الفکر بیروت ۱ /۳۰
المستدرک علی الصحیحین آخر کتاب الایمان " " " ۱ /۸۵

[3] کتاب الضعفاء الکبیر (۱۵۳) احمد بن عمران الاخنسی " دار الکتب العلمیہ بیروت ۱ /۱۲۶

فلا تواکلوھم ولا تشاربوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم[1]۔

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا نہ اُن کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ پانی پیو نہ اُن کے جنازے کی نماز پڑھو نہ اُن کے ساتھ نماز پڑھو۔

سنن ابن ماجہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا یؤمن فاجر مؤمنا الا ان یقھرہ بسلطان یخاف سیفہ او سوطہ[2]۔

ہرگز کوئی فاسق کسی مسلمان کی امامت نہ کرے مگر یہ کہ وہ اُس کو بزورِ سلطنت مجبور کرے کہ اُس کی تلوار یا کوڑے کا ڈر ہو۔

بلکہ ابن شاہین نے کتاب الافراد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

تقربوا الی اللہ ببغض اھل المعاصی والقوھم بوجوہ مکفھرۃ والتمسوا رضا اللہ بسخطھم وتقربوا الی اللہ بالتباعد منھم[3]۔

اللہ کی طرف تقرب کرو فاسقوں کے بغض سے اور اُن سے تُرش رو ہو کر ملو اور اللہ کی رضامندی ان کی خفگی میں ڈھونڈو اور اللہ کی نزدیکی اُن کی دُوری سے چاہو۔

جب فساق کی نسبت یہ احکام ہیں تو بدمذہبوں کا کیا پوچھنا ہے کہ یہ تو فساق سے ہزار درجہ بدتر ہیں اُن کی نافرمانی فروع میں ہے اِن کی اصول میں، وہ گناہ کرتے اور اُسے بُرا جانتے ہیں یہ اُس سے اشد و اعظم میں مبتلا اور اُسے عین حق و ہُدٰی جانتے ہیں، وہ گاہ گاہ نادم و مستغفر، یہ گاہ و بےگاہ مصر و مستکبر، وہ جب اپنے دل کی طرف رجوع لاتے ہیں اپنے آپ کو حقیر و بدکار اور صلحا کو عزیز و مقرب دربار بتاتے ہیں، یہ جتنا غلو و توغل بڑھاتے ہیں اتنا ہی اپنے نفس مغرور کو اعلٰی و بالا اور اہل حق و ہدایت کو ذلیل و پُرخطا ٹھہراتے ہیں، ولہٰذا حدیث میں ان کی نسبت بدترین

---

[1] کنز العمال الباب الثالث فی ذکر الصحابۃ الخ حدیث ۳۲۵۲۹ مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۵۴۰
ف: صاحب کنز العمال نے ابن النجار عن انس کا حوالہ دیا ہے۔

[2] سنن ابن ماجہ باب فرض الجمعۃ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۷۷

[3] الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۲۲۲۰ باب التاء مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/۵۶
کنز العمال حدیث ۵۵۱۰ و ۵۵۸۵ بحوالہ ابن شاہین موسسۃ الرسالہ بیروت ۳/۸۱ - ۹۷

خلق واحد کما رویناہ (جیسا کہ اس سے متعلق روایت ہم ذکر کر آئے ہیں۔ ت) اور غنیہ شرح منیہ میں ہے:

المبتدع فاسق من حیث الاعتقاد وھو اشد من الفسق من حیث العمل لان الفاسق من حیث العمل یعترف بانہ فاسق ویخاف ویستغفر بخلاف المبتدع[1]

بدعتی، اعتقاد کے لحاظ سے فاسق ہوتا ہے جو عمل کے اعتبار سے فسق سے کہیں بدتر ہے کیونکہ فاسق اپنے فاسق ہونے کا معترف ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا اور معافی مانگتا ہے بخلاف بدعتی کے (ت)

بالجملہ بدمذہبی فی نفسہ ایسی ہی چیز ہے جسے امامت دینی سے مباینت یقینی ہے اور اُس کے بعد منع پر دوسری دلیل کی چنداں حاجت نہیں، کس کا دل گوارا کرے گا کہ جہنم کے کتّوں سے ایک کتّا مناجاتِ الٰہی میں اُس کا مقتدا ہو۔ علامہ یوسف چلپی ذخیرۃ العقبٰی فی شرح صدر الشریعۃ العظمٰی میں فرماتے ہیں:

بدعۃ المبتدع یفضی الی عدم الاقتداء بہ سیما فی اھم امور الدین[2]

بدعتی کی بدعت اس کی عدم اقتداء کا تقاضا کرتی ہے خصوصاً اہم امور دین میں (یعنی نماز میں)۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

المبتدع تکرہ امامتہ بکل حال[3]

بدعتی کی امامت ہر حال میں مکروہ ہے (ت)

علامہ ابراہیم حلبی نے تصریح فرمائی کہ فاسق و مبتدع دونوں کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور امام مالک کے مذہب اور امام احمد کی ایک روایت میں تو اُن کے پیچھے نماز اصلاً ہوتی ہی نہیں جیسے کسی کافر کے پیچھے۔ شرح صغیر منیہ میں فرمایا:

یکرہ تقدیم الفاسق کراھۃ تحریم وعند مالک لایجوز تقدیمہ وھو روایۃ عن احمد وکذا المبتدع[4]

فاسق کی تقدیم (امامت) مکروہ تحریمی ہے اور امام مالک کے نزدیک اس کی تقدیم (امامت) جائز ہی نہیں اور امام احمد سے بھی ایک روایت یہی ہے اور یہی حال بدعتی کا ہے۔ (ت)

علامہ طحطاوی حاشیہ دُرمختار میں فاسق و بدمذہب کے پیچھے نماز کے باب میں فرماتے ہیں: الکراھۃ

---

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الامامۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۴

[2] ذخیرۃ العقبٰی فصل فی الجماعۃ " مطبع اسلامیہ لاہور ۱/۲۹۸

[3] ردالمحتار باب الامامۃ " مصطفی البابی مصر ۱/۴۱۴

[4] صغیری شرح منیۃ المصلی مباحث الامامۃ " مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۴۴

فیه تحریمیة علی ماسبق[1] (اس میں کراہت تحریمی ہے جیسا کہ پہلے گزرا۔ ت) بحرالعلوم عبدالعلی لکھنوی نے ارکان اربعہ میں دربارۂ تفضیلیہ فرمایا:

اما الشیعة الذین یفضلون علیا علی الشیخین ولا یطعنون فیهما اصلا کالزیدیة فیجوز خلفهم الصلاة لکن تکره کراهة شدیدة[2]۔

ایسے شیعہ لوگ جو حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو شیخین پر فضیلت دیتے ہوں اور ان دونوں پر طعن بھی نہ کرتے ہوں مثلاً فرقہ زیدیہ، تو ان کے پیچھے نماز جائز ہے لیکن شدید کراہت ہے (ت)

جب تفضیلیہ کہ صرف جناب مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کو حضرات شیخین پر افضل کہنے سے مخالف اہلسنت ہوئے باقی اُن کی سرکار میں معاذ اللہ گستاخی نہیں کرتے اُن کے پیچھے نماز سخت مکروہ ہوگی یہ تو اشد مبتدعین جن کی اہلسنت سے مخالفتیں غیر محصور اور محبوبان خدا پر طعن و تشنیع اُن کا دائمی دستور، ان کے پیچھے کس عظیم درجہ کی کراہت چاہئے ہمارے امام رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دو شخصوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کیا اور اس کی وجہ یہی فرمائی کہ یہ بدمذہب ہیں۔

فی شرح الفقه الاکبر عن مفتاح السعادة عن تلخیص الزاهدی عن الامام ابی یوسف عن الامام ابی حنیفة رضی الله تعالی عنهما انه قال فی رجلین یتنازعان فی خلق القراٰن لا تصلوا خلفهما قال ابو یوسف فقلت اما الاول فنعم فانه لا یقول بقدم القراٰن واما الاخر فما باله لا یصلی خلفه فقال انهما یتنازعان فی الدین والمنازعة فی الدین بدعة قال القاری ولعل وجه ذم الاخر حیث اطلق فانه محدث انتهی[3] اقول لعل الامام اطلع منه

شرح فقہ اکبر میں مفتاح السعادۃ سے تلخیص زاہدی کے حوالے سے امام ابویوسف سے منقول ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ان دو اشخاص (جو خلق قرآن کے بارے میں تنازع کرتے تھے) کے بارے میں فرمایا ان کی اقتدا میں نماز ادا نہ کرو۔ ابویوسف فرماتے ہیں میں نے عرض کیا ایک کے بارے میں تو بات سمجھ میں آتی ہے کہ وہ قرآن کو قدیم نہیں مانتا لیکن دوسرے میں کیا وجہ ہے کہ اس کی اقتدا میں نماز نہ ہوگی؟ تو امام صاحب نے فرمایا وہ دونوں دین میں تنازعہ کررہے ہیں حالانکہ دین میں تنازعہ بدعت ہے۔ علی قاری نے فرمایا دوسرے کی مذمت میں شاید یہ

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار باب الامامۃ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۲۴۴

[2] رسائل الارکان فصل فی الجماعۃ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۹۹

[3] شرح الفقہ الاکبر لملا علی قاری فصل علم التوحید علی سائر العلوم مطبوعہ مصطفی البابی مصر ص ۵

عن انہ یرید المراء لیخجل صاحبہ لا اظہار الحق واللہ تعالٰی اعلم۔

حکمت ہو کہ اس نے متعلقات سے قدیم کیا حالانکہ اس کا انزال حادث سے ہے اھ **اقول** (میں کہتا ہوں) شاید امام صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس کے اس ارادے سے آگاہ ہوں کہ اس کا مقصد حق کا اظہار نہیں بلکہ ریاکاری کے طور پر دوسرے ساتھی کو شرمندہ کرنا ہو واللہ تعالٰی اعلم (ت)

بلکہ محرر المذہب امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی نے حضرت امام اعظم و امام ابو یوسف رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ بدمذہب کے پیچھے نماز اصلاً جائز نہیں۔ محقق علام کمال الدین بن الہمام فتح میں فرماتے ہیں:

روی محمد عن ابی حنیفۃ و ابی یوسف ان الصلاۃ خلف اھل الاھواء لاتجوز[1]

امام محمد نے امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف دونوں سے روایت کیا کہ بدمذہب کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (ت)

اسی میں روایت امام ابو یوسف لایجوز الاقتداء بالمتکلم وان تکلم بحق[2] (کلامی کے پیچھے نماز جائز نہیں اگرچہ وہ حق کے ساتھ متکلم ہو۔ ت) کی شرح میں امام ابو جعفر ہندوانی سے نقل کیا:

یجوز ان یکون مراد ابی یوسف رحمہ اللہ تعالٰی من یناظر فی دقائق علم الکلام انتھی[3]

اس سے امام ابو یوسف کی مراد وہ شخص ہے جو علم کلام کے دقائق میں مناظرہ کرے انتہی

اقول المناظرۃ فی دقائقہ لایزید علی بدعۃ اوفسق وعلی کل یفید عدم الجواز خلف المبتدع کما لیس بخاف۔

اقول (میں کہتا ہوں) علم کلام کے دقائق میں مناظرہ زیادہ سے زیادہ بدعت یا فسق کا سبب ہے اور ہر صورت میں یہ واضح کر رہا ہے کہ بدعتی کے پیچھے نماز جائز نہیں، جیسا کہ مخفی نہیں (ت)

غیاث المفتی پھر مفتاح السعادۃ پھر شرح فقہ اکبر میں امام ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے ہے، لاتجوز خلف المبتدع[4] (بدعتی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ ت) **اقول** وباللہ التوفیق جواز کبھی بمعنی صحت مستعمل ہوتا ہے تقول البیع عند اذان الجمعۃ یجوز ویکرہ ای یصح ویمنع (جیسے تو کہے جمعہ کی اذان کے وقت خرید وفروخت جائز اور مکروہ ہے یعنی بیع صحیح مگر منع ہے۔ ت) اور کبھی بمعنی حلت لاتجوز الصلاۃ

---

[1] فتح القدیر باب الامامۃ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۰۲
[2] " " " " " " "
[3] " " " " " " "
[4] شرح الفقہ الاکبر لملا علی قاری فصل علم التوحید علی سائر العلوم مطبوعہ مصطفی البابی مصر ص ۵

فی الارض المغصوبۃ ای لاتحل وان صحت (جیسے کہ ارضِ مغصوبہ میں نماز جائز نہیں یعنی حلال نہیں اگرچہ نماز صحیح ہے۔ت) اگر یہاں معنی اخیر مراد لیں اسی جگہ افعال میں اکثر وہی ہے کما ان الاکثر فی العقود الاول کما صرح بہ فی ردالمحتار وغیرہ (جیسا کہ عقود میں اول معنی اکثر ہے، ردالمحتار وغیرہ میں اس پر تصریح ہے۔ت) تو یہ روایات بھی قول سابق کے منافی نہ ہوں گی کہ مکروہ تحریمی بھی بایں معنی ناجائز ہے،

ومعلوم ان ابداء الوفاق اولٰی من ابقاء الخلاف ولذا امروا بانہ یوفق بین الروایات مہما امکن کما فی الشامیۃ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

یہ بات مسلّم ہے کہ اتفاق کا اظہار اختلاف کو باقی رکھنے سے اولٰی ہے اسی لئے علماء نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو روایات کے درمیان موافقت پیدا کی جائے جیسا کہ فتاوٰی شامی میں ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

دلیل دوم

غیر مقلدین بدمذہبی کے علاوہ فاسق معلن ہیں کہ جاہر بھی ہیں اور فاسق متہتک کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی، کما اثبتناہ فی تحریرنا ذلک **اقول** وبہ یحصل التوفیق واللہ تعالٰی ولی التوفیق (جیسا کہ ہم نے اپنی تحریر میں اسے ثابت کیا ہے اقول (میں کہتا ہوں اللہ تعالٰی کی توفیق سے) تطبیق حاصل ہوجاتی ہے اور اللہ تعالٰی ہی توفیق کا مالک ہے۔ت) دلیل اول میں اس مسئلے پر بعض کلام اور صغیری و طحطاوی کا نص گزرا، اور اسی طرف امام فخر زیلعی نے تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق اور علامہ حسن شرنبلالی نے شرح نورالایضاح اور علامہ سید احمد مصری نے حاشیہ مراقی الفلاح میں ارشاد فرمایا اور یہی فتوٰی حجہ کا مفاد اور تعلیل مشائخ کرام سے مستفاد، یہاں تک کہ علماء نے تصریح فرمائی اگر غلام یا گنوار یا اعرابی یا اندھا علم میں افضل ہوں تو انہیں کو امام کیا چاہئے مگر فاسق اگرچہ سب سے زیادہ علم والا ہو امام نہ کیا جائے کہ امامت میں اس کی عظمت اور وہ شرعاً مستحق اہانت، مختصر امدادالفتاح میں ہے:

کرہ امامۃ الفاسق العالم لعدم اھتمامہ بالدین فتجب اھانتہ شرعا فلا یعظم بتقدیمہ للامامۃ واذا تعذر منعہ ینتقل عنہ الی غیر مسجدہ للجمعۃ وغیرھا۔[1]

فاسق عالم کی امامت مکروہ ہے کیونکہ وہ دین کا احترام نہیں کرتا تو شرعاً اس کی اہانت لازم ہے لہذا امامت کا منصب دیکر اس کی تعظیم نہ کی جائے اور اگر اس کو روکنا دشوار ہو تو جمعہ اور دیگر نمازوں کے لیے کسی دوسری مسجد چلا جانا چاہئے (ت)

---

[1] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی فصل فی بیان الاحق بالامامۃ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۶۵

سیدی احمد مصری اُس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

قولہ فتجب اھانتہ شرعا فلا یعظم بتقدیمہ للامامۃ تبع فیہ الزیلعی ومفادہ کون الکراھۃ فی الفاسق تحریمیۃ۔[1]

اس کا قول "پس اس کی اہانت واجب ہے تو امامت کا منصب دے کر اس کی تعظیم نہ کی جائے" زیلعی نے اسی کی اتباع کی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ فاسق کی تقدیم (امامت) مکروہ تحریمی ہے (ت)

اور حاشیہ شرح علائی میں فرماتے ہیں:

اما الفاسق الاعلم فلا یقدم لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا ومفاد ھذا الکراھۃ التحریم فی تقدیمہ اھ ابو السعود انتہی۔[2]

فاسق بڑے عالم کو مقدم نہ کیا جائے کیونکہ اس کی تقدیم میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شرعاً لوگوں پر اس کی اہانت لازم ہے اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ تقدیم فاسق مکروہ تحریمی ہے اھ ابوالسعود انتہی (ت)

علامہ محقق حلبی غنیہ میں فرماتے ہیں:

اما العالم اولی بالتقدیم اذا کان یجتنب الفواحش وان کان غیرہ اورع منہ ذکرہ فی المحیط ولو استویا فی العلم والصلاح واحدھما اقرأ فقدموا الأخر اساؤا ولا یأثمون فالاساءۃ لترک السنۃ وعدم الاثم لعدم ترک الواجب لانھم قدموا رجلا صالحا کذا فی فتاوی الحجۃ وفیہ اشارۃ الی انھم لو قدموا فاسقا یأثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لعدم اعتنائہ

عالم تقدیم (امامت) کے لئے بہتر اس وقت ہے جب وہ فاحش گناہوں سے بچنے والا ہو اگرچہ وہاں اس سے زیادہ کوئی صاحبِ تقوٰی موجود ہو، اس کا ذکر محیط میں ہے اور اگر دونوں علم و صلاح میں برابر ہوں مگر ایک اچھا قاری ہے اس صورت میں اگر لوگوں نے دوسرے کو مقدم کر دیا تو بُرا کیا مگر گنہگار نہ ہوں گے اساءت ترکِ سنّت کی وجہ سے اور عدمِ گناہ واجب کو ترک نہ کرنے کی وجہ سے ہے کیونکہ انھوں نے صالح شخص کو ہی امام بنایا ہے، فتاوٰی حجہ میں اسی طرح ہے اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اگر انھوں نے کسی فاسق کو مقدم کر دیا تو گنہگار ہوں گے

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح فصل فی بیان الاحق بالامامۃ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۶۵

[2] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار باب الامامۃ دار المعرفۃ بیروت ۱/۲۴۳

بامور دینه وتساهله فی الاتیان بلوازمه فلا یبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلاۃ وفعل ما ینافیها بل هو الغالب بالنظر الی فسقه ولذا لم تجز الصلاۃ خلفه اصلا عند مالك و روایة عن احمد[1] الخ۔

اس بنا پر کہ اس کی تقدیم (امامت) مکروہ تحریمی ہے کیونکہ وہ امور دینی کی پروا نہیں کرتا اور لوازمات دینی کو بجا لانے میں کاہلی کرتا ہے لہذا یہ بھی بعید نہیں کہ وہ نماز کی کوئی شرط ہی چھوڑ دے یا ایسا فعل کرے جو نماز کے منافی ہو بلکہ اس کے فسق کے پیش نظر ایسا کرنا اغلب ہے اسی وجہ سے امام مالک کے نزدیک اس کے پیچھے نماز جائز ہی نہیں، امام احمد بن حنبل سے بھی ایک روایت یہی ہے (ت)

رہا یہ کہ غیر مقلدین فساق مجاہر کیونکر ہیں یہ خود واضح و بیّن، کون نہیں جانتا کہ ان کے اصاغر عموماً و دونا ائمہ شریعت و علمائے ملت و اولیائے اُمت رحمہم اللہ تعالی کے طعن و توہین میں گزارتے ہیں اور عام مسلمین کی سب و شتم تو ان کا وظیفہ ہر ساعت ہے جس نے جانا اُس نے جانا اور جس نے نہ جانا وُہ اب ان کے رسائل دیکھے باتیں سُنے خصوصاً اُس وقت کے لچھے مزاز شنوائے، جب یہ باہم تنہا ہوتے اور اذا خلوا کا وقت پاکر آپس میں کھلتے ہیں یا بعض اہلِ حق نے جو اپنی تصانیف میں ان کے کلمات ان کی تالیفات سے نقل کیے وہی دیکھے فقیر غفر اللہ تعالی لہ ان ہفوات مغضوبہ کا زبانِ قلم پر لانا پسند نہیں کرتا ورنہ نقل کرتا تو ان میں فسقِ اول سب و دشنام اہلِ اسلام ہے، حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حدیث مشہور میں فرماتے ہیں:

سباب المسلم فسوق[2]۔ اخرجه احمد والبخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجة والحاکم عن ابن مسعود والطبرانی فی الکبیر عنه وعن عبد الله بن مغفل وعن عمرو

مسلمان کو سب و شتم کرنا فسق ہے۔ اسے امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے، طبرانی نے کبیر میں ان سے اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالی عنہ سے اور حضرت عمرو

---

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الامامۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

[2] صحیح البخاری کتاب الادب باب ما ینہی عن السباب واللعن قدیمی کتب خانہ کراچی ۸۹۳/۲

صحیح مسلم باب بیان قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سباب المسلم فسوق الخ " " " ۵۸/۱

مسند احمد بن حنبل از مسند عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۳۸۵/۱، ۴۱۱، ۴۳۳

معجم الکبیر مروی از عمرو بن نعمان بن مقرن " مکتبہ فیصلیہ بیروت ۳۹/۱۷

بن النعمن بن مقرن وابن ماجة وعن ابی هریرة وعن سعد بن ابی وقاص والدار قطنی فی الافراد عن جابر بن عبد الله رضی الله تعالٰی عنهم اجمعین۔

بن نعمان بن مقرن سے ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے دارقطنی نے افراد میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے روایت کیا ہے۔ (ت)

فسق دوم معین علماء طبرانی کبیر میں بسند حسن ابو امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلثة لایستخف بحقهم الامنافق ذوالشیبة فی الاسلام وذوالعلم وامام مقسط[۱]۔

تین شخص ہیں جن کی تحقیر نہ کرے گا مگر منافق، ایک جسے اسلام میں بڑھاپا آیا، دوسرا ذی علم، تیسرا امام عادل۔

احمد بسند حسن والعقد له اور طبرانی وحاکم عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لیس من امتی من لم یجل کبیرنا ویرحم صغیرنا ویعرف لعالمنا[۲]۔

میری امت سے نہیں جو مسلمانوں کے بڑے کی تعظیم اور ان کے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور عالم کا حق نہ پہچانے۔

مسند الفردوس میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

العالم سلطان الله فی الارض فمن وقع فیه فقد هلک[۳] والعیاذ بالله تعالٰی

عالم اللہ کی سلطنت ہے اس کی زمین میں، تو جو اس کی شان میں گستاخی کرے ہلاک ہوجائے۔

فسق سوم عداوت عامہ اہل عرب وحجاز انہیں جو تعصب ان کے ساتھ ہے یہی خوب جانتے ہیں:

قد بدت البغضاء من افواههم وما تخفی صدورهم اکبر[۴]۔

بیر ان کی باتوں سے جھلک اٹھا اور وہ (غیظ وعناد) جو سینوں میں چھپائے ہیں، وہ بڑا ہے۔ (ت)

اور اس کی وجہ مخالفت مذہبی کے علاوہ بار بار شکار علماء عرب کے فتاوٰی سے ان کی تضلیل وتذلیل میں آنا اور بکرات ومرات ان کے ہم مذہبوں کا وہاں ذلتیں اور سزائیں پانا جس کی حکایات خواص وعوام میں مشہور

---

[۱] المعجم الکبیر مروی از ابو امامہ باہلی مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۸/ ۲۳۸

[۲] مسند احمد بن حنبل حدیث عبادہ بن الصامت مطبوعہ دارالفکر بیروت ۵/ ۳۲۳

[۳] کنز العمال بحوالہ مسند الفردوس عن ابی ذر حدیث ۲۸۹۶۸ کتاب العلم مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۱۳۴

[۴] القرآن ۳/ ۱۱۸

مذکور کہ مدت ہوئی کہ ان کے پانچ مطلب مجاہد یعنی عالم مہاجر وہاں رہے اور اپنے دام بچانے چاہے، حال کھلتے ہی تعزیر پار نکالے گئے جس پر ان کے ہمدردوں نے کہا کہ اہلِ حرمین نے مہاجروں کو نکال کر معاذ اللہ سواد الوجه فی الدارین (دونوں جہان میں کالا چہرہ ۔ ت) حاصل کیا حالانکہ علاوہ ان باتوں کے ان سفیہانِ گستاخ نے یہ بھی نہ جانا کہ دار الاسلام دار الاسلام کو جانا مہاجرت نہیں یہ صورت مجاورت ہے اور مجاورت خود مکروہ تحریمی ہے مگر افراد اولیاء اللہ کے لئے، کما حققناه بتوفیق اللہ تعالٰی فی العطایا النبویة فی الفتاوی الرضویة (اللہ کی توفیق سے ہم نے اس کی تحقیق اپنے فتاوٰی "العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ" میں کی ہے ۔ ت) تو وہ جہال مدعیان فضل و کمال اس فعل میں بھی آثم تھے خصوصاً جبکہ وہاں جا کر اشاعت بدعات چاہی، اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

وَمَنْ یُّرِدْ فِیْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ[1] جو مکہ معظمہ میں براہِ ظلم کسی بے اعتدالی کا ارادہ کرے گا اُسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔

اور یہ تو ابھی کی بات ہے کہ

ان کے امام العصر جنہیں یہ حضرت شیخ الکل فی الکل کہا کرتے ہیں بزعمِ خود مسلمانانِ عرب کے لشکر ان دہلی و بمبئی کی چپتیاں سہہ کر حج کر گئے وہاں جو گزری اُنہیں سے پوچھ دیکھئے اگر ایمان سے کہیں، ورنہ صدہا حاضرین و ناظرین موجود ہیں اور خود مکہ معظمہ کے چھپے ہوئے اشتہار شہروں شہروں شہرت پا چکے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ان کو تمام عمائد و علمائے عرب و حجاز سے سخت بغض و عداوت ہے اور طبرانی معجم کبیر میں بسند حسن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: بغض العرب نفاق[2] (جو اہلِ عرب سے عداوت رکھے منافق ہے)

فرقِ چہارم پھر یہ عداوت منجر بہ سب و دشنام ہوتی ہے جس کی ایک نظیر ہم اُوپر لکھ چکے اور بیہقی شعب الایمان میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من سب العرب فاولئك هم المشرکون[3] جو اہلِ عرب کو سب و شتم کریں وہ خاص مشرک ہیں۔

فرقِ پنجم مدینہ طیبہ کو جزیرۂ عرب پر جس قدر فضیلت ہے اُسی قدر ان کی عداوت و بدخواہی کہ اہلِ مدینہ

---

[1] القرآن ۲۲/۲۵

[2] المعجم الکبیر حدیث ۱۱۳۱۲ مروی از عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۱/۱۴۶

[3] شعب الایمان فصل فی الصلوۃ علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۔ دار الکتب العلمیۃ ۔ ۲/۲۳۱

کے ساتھ زیادت ہے اور حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا یکید اھل المدینۃ احد الا انماع کما ینماع الملح فی الماء۔[1] اخرجہ الشیخان عن سعد بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

کوئی شخص اہلِ مدینہ کے ساتھ بداندیشہ نہ کرے گا مگر یہ کہ ایسا گل جائے گا جیسے نمک پانی میں۔ اسے بخاری ومسلم نے حضرت سعد بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من اراد اھل المدینۃ بسوء اذابہ اللہ کما یذوب الملح فی الماء۔[2] اخرجہ احمد ومسلم وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

جو اہلِ مدینہ کے ساتھ کسی طرح کا بُرا ارادہ کرے اللہ تعالٰی اُسے ایسا گلادے جیسے نمک پانی میں گل جاتا ہے۔ اسے امام احمد، مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اٰذی اھل المدینۃ اٰذاہ اللہ وعلیہ لعنۃ اللہ والملٰئکۃ والناس اجمعین لا یقبل منہ صرف ولا عدل۔[3] اخرجہ الطبرانی فی الکبیر عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

جو مدینہ والوں کو ایذا دے اللہ اسے مصیبت میں ڈالے اور اس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے اللہ تعالٰی نہ اس کا نفل قبول کرے نہ فرض۔ اسے طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے۔

اگر حضرات ان امور سے انکار کریں تو کیا مضائقہ ان سے کہئے تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم[4] (ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے۔ ت) ہم اور تم سب مل کر مہر کردیں کہ مسائل مذہبی میں جو مسلک علمائے

---

[1] صحیح البخاری فضائل المدینۃ باب اثم من کاد اہل المدینۃ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۵۲/۱

[2] صحیح مسلم کتاب الحج باب تحریم ارادۃ اہل المدینۃ بسوء مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۴۴۵/۱
مسند احمد بن حنبل از مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۳۵۷/۲

[3] کنز العمال بحوالہ الطبرانی عن ابن عمر فضائل المدینۃ [illegible] حدیث ۳۴۸۳۲ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۲۳۷/۱۲
مجمع الزوائد باب فیمن اخاف اہل المدینۃ واراد ہم بسوء مطبوعہ دارالکتاب بیروت ۳۰۶/۳
الترغیب والترہیب الترہیب من اخافۃ اہل المدینۃ الخ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۲۰۱/۲

[4] القرآن ۶۴/۳

حرمین طیبین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کا ہے فریقین کو مقبول ہوگا اگر بے تکلف اس پر راضی ہوجائیں فبہا ورنہ جان لیجئے کہ یہ قطعاً اہلِ حرمین کے مخالف مذہب والے سُنیانِ ہند وغیرہ کے مثل اُن پاک مبارک شہروں کے علماء کو بھی معاذ اللہ مشرک و گمراہ و بددین جانتے ہیں پھر عداوت و بدخواہی نہ ہونا کیا معنے، اور خود ان سے پوچھنے کی حاجت کیا ہے علمائے حرمین حفظہم اللہ تعالٰی کے فتوے ان صاحبوں کے رد میں بکثرت موجود، انھیں سے حال کھل جائے گا کہ مخالفانِ مذہب میں جیسا ایک دوسرے کو کہتا ہے دوسرا بھی اُس کی نسبت وہی گمان رکھتا ہے، عداوت ہو خواہ محبت دونوں ہی طرف سے ہوتی ہے، جب وہ اکابر ان کے عقائد کو لکھ چکے کہ،

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝[1]

وہ شیطان کے گروہ ہیں، بیشک شیطان ہی کا گروہ گھاٹے میں ہے۔ (ت)

تو کیونکر معقول کہ یہ اُن کے دشمن نہ ہوں، آخر نہ دیکھا کہ ان کے امام العصر نے امن و امان والی حرمین کو اپنے لیے محل خوف و خطر سمجھا اور کمشنر دہلی و بمبئی کی چٹھیوں کو سپر، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

فتنِ ششم عداوتِ اولیائے کرام قدست اسرارہم جس کی تفصیل کو دفتر درکار جس نے ان کے اصول و فروع پر نظر کی ہے وہ خوب جانتا ہے کہ ان کی بنائے مذہب محبوبانِ خدا کے نہ ماننے اور اُن کی محبت و تعظیم کو جہاں تک بن پڑے گھٹانے مٹانے پر ہے یہاں تک کہ اُن کے بانی مذہب نے تصریح کردی کہ اللہ کو مانے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے انتہی۔ اور چوڑے چمار اور ناکارہ سے لوگ تو زبان پر ہے، خود حضور سید المحبوبین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نسبت صاف کہہ دیا کہ وہ بھی مر کر مٹی میں مل گئے،

اشتد مقت اللہ علی کل من عادی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علی رسولہ وآلہ وبارک وسلم۔

سب سے زیادہ اللہ تعالٰی کی ناراضگی ہر اس شخص پر ہے جو اللہ تعالٰی کے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وبارک وسلم کے ساتھ عداوت رکھے (ت)

اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝[2]

جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ کے رسول کو اُن کے لیے دکھ کی مار ہے۔

اور فرماتا ہے،

---

[1] القرآن ۵۸/۱۹

[2] القرآن ۹/۶۱

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا۝[۱]

اللہ نے اُن پر لعنت کی دُنیا و آخرت میں اور اُن کے لئے تیار کر رکھا ہے ذلّت کا عذاب۔

سبحان اللہ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

ان اللّٰہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء[۲]۔ اخرجه احمد وابوداؤد والنسائی وابن ماجة وابن حبان والحاکم وابونعیم کلهم عن اوس بن ابی اوس الثقفی رضی اللّٰہ تعالٰی عنه۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر پیغمبروں کا جسم کھانا حرام کیا ہے۔ اس کو امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم اور ابونعیم سب حضرات نے حضرت اوس بن ابی اوس ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور وارد کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من کلمه روح القدس لم یؤذن للارض ان تاکل من لحمه[۳]۔ اخرجه الزبیر بن بکار فی اخبار المدینة وابن زبالة عن الحسن مرسلا۔

جس سے جبریل نے کلام کیا زمین کو اجازت نہیں کہ اس کے گوشت پاک میں کچھ تصرف کرے۔ اسے حضرت زبیر بن بکار نے اخبار المدینہ میں اور ابن زبالہ نے امام حسن بصری سے مرسلاً روایت کیا ہے۔

امام ابوالعالیہ تابعی نے کہا:[۴]

ان لحوم الانبیاء لا تبلیها الارض ولا تاکلها السباع[۵]۔ اخرجه الزبیر والبیهقی۔

انبیاء کا گوشت زمین نہیں گلاتی نہ درندے گستاخی کریں۔ اسے زبیر اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

اور رب العالمین جل مجدہ اُن کے غلاموں یعنی شہدائے کرام کی نسبت ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ

جو خدا کی راہ میں مارے گئے اُنھیں مُردہ نہ کہو

---

[۱] القرآن ۳۳/ ۵۷

[۲] سنن النسائی اکثار الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعۃ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور ۱/ ۱۶۴
سنن ابی داؤد باب تفریع ابواب الجمعۃ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۱۵۰
مسند احمد بن حنبل حدیث اوس بن اوس رضی اللہ عنہ دارالفکر بیروت ۴/ ۸

[۳] الدرالمنثور زیر آیۃ وایدناہ بروح القدس مطبوعہ منشورات آیۃ اللہ العظمٰی قم ایران ۱/ ۸۷

[۴] اخبار مدینہ للزبیر بن بکار

بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۝[١]

بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں خبر نہیں۔

اور فرماتا ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ۔[٢]

خبردار شہیدوں کو مردہ نہ جانیو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی دیے جاتے ہیں شاد ہیں۔

اور ایک سفیہ مغرور محبوبانِ خدا سے نفور خود حضور پُرنور اکرم المحبوبین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کی نسبت وہ ناپاک الفاظ لکھے اور وہ بھی یوں کہ معاذ اللہ حضور ہی کی حدیث کا یہ مطلب ٹھہرائے یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں، قیامت میں ان شاء اللہ تعالٰی مر کر مٹی میں ملنے کا مزا الگ چکھے گا اور یہ جدا پوچھا جائے گا کہ حدیث کے کن سے لفظ میں اس ناپاک معنی کی بُو تھی جو تُو نے یعنی کہہ کر محبوب اعظم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر افترا کیا حضور پر افترا خدا پر افترا ہے اور خدا پر افترا جہنم کی راہ کا پاسرا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۫ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝[٣]

بیشک وہ لوگ جو اللہ تعالٰی پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پائیں گے۔ یہ دُنیا متاعِ قلیل ہے اور ان کے لئے (آخرت میں) دردناک عذاب ہے۔

بھلا جب خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ یہ برتاؤ ہیں تو اولیائے کرام کا کیا ذکر ہے،[٤] اور حضرت حق عزجلالہ فرماتا ہے:

من عادى لی وليا فقد اٰذنته بالحرب[٥]۔ اخرجه الامام البخاری عن ابی هريرة عن النبی صلی اللّٰه تعالٰی عليه وسلم عن ربه عزوجل۔

جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے میں نے اسے اعلان دے دیا اس سے لڑائی کا۔ اسے امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ سے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے واسطے سے اللہ عزوجل سے بیان کیا ہے (یعنی یہ حدیث قدسی ہے)

---

[١] القرآن ١٥٤/٢

[٢] القرآن ١٦٩/٣

[٣] القرآن ١١٦/١٦

[٤] القرآن ٤٥/١٩

[٥] صحیح البخاری کتاب الرقاق باب التواضع مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ٩٦٣/٢

اور حضور[٦٢] پرنور سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من عادی اولیاء اللہ فقد بارز اللہ بالمحاربۃ[١]۔ اخرجہ ابن ماجۃ والحاکم والبیہقی فی الزہد عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال الحاکم صحیح ولا علۃ لہ۔

جس نے اولیاء اللہ سے عداوت کی وہ سرمیدان خدا کے ساتھ لڑائی کو نکل آیا۔ اس کو ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے زہد میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ امام حاکم نے فرمایا یہ روایت صحیح ہے اور اس میں کوئی علت نہیں ہے۔ (ت)

اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کی سچی محبت پر دنیا سے اٹھائے آمین بجاہھم عندک یا ارحم الراحمین، من احبھم فامتنا بحبھم حببھم الینا وحببنا الیھم بحبنا ایاھم یا اکرم الاکرمین امین امین۔

فسق ہفتم ہم اوپر بیان کر آئے کہ ان کا خلاصۂ مذہب یہ ہے کہ گنتی کے ڈھائی آدمی ناجی باقی تمام مسلمین شرک میں پڑ کر ہلاک ہوگئے اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

اذا سمعت الرجل یقول ہلک الناس فھو اھلکھم[٢]۔ اخرجہ احمد والبخاری فی الادب ومسلم وابوداود عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جب تو کسی کو یوں کہتے سنے کہ لوگ ہلاک ہوگئے تو وہ ان سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔ اسے احمد اور بخاری نے الادب المفرد میں، مسلم اور ابوداؤد نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

حدیث سے ثابت ہوا کہ حقیقۃً یہی لوگ جو ناحق مسلمانوں کو چنیں وچناں کہتے ہیں خود ہلاک عظیم کے مستحق ہیں اور اللہ جل جلالہ فرماتا ہے،

فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝[٣] کون ہلاک ہوگا سوا فاسق لوگوں کے۔

پھر ان کے اشد الفاسقین سے ہونے میں کیا شبہہ ہے والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالیٰ۔ پھر ستم بر ستم یہ کہ وہ ان محرمات کا صرف ارتکاب ہی نہیں کرتے انھیں حلال ومباحات بلکہ افضل حسنات بلکہ اہم واجبات سمجھتے ہیں ہیہات اگر تاویل کا قدم درمیان نہ ہوتا تو کیا کچھ ان کے بارے میں کہنا نہ تھا اللہ تعالیٰ نے یہ دین پر استقلال

---

[١] سنن ابن ماجہ باب من ترجی لہ السلامۃ من الفتن مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۲۹۹
شعب الایمان باب فی اخلاص العمل حدیث ۶۸۱۲ 〃 دار الکتب العلمیۃ بیروت ۳۲۸/۵

[٢] الادب المفرد (۳۲۳) باب قول الرجل ہلک الناس حدیث ۷۵۹ مطبوعہ المکتبۃ الاثریۃ سانگلہ ہل ص ۱۹۸

[٣] القرآن ۴۶/ ۳۵

اور کلمہ طیبہ کا ادب و اجلال بحمدہ و کرمہ ہم اہلسنت ہی کو عطا فرمایا ہے کہ بدمذہبان گمراہ ہماری تکفیریں کریں ہم پاس کلمہ سے قدم باہر نہ دھریں، وہ ہر وقت اسی فکر میں کہ کسی طرح ہم کو مشرک بنائیں، ہم ہمیشہ اسی خیال میں، کہ جہاں تک ممکن ہو انھیں مسلمان ہی بنائیں۔ جیسے وہ مجنوں کی اونٹنی جس کے پیچھے بچہ گھر ہی ہو لیں رہا، اور ان میں شیر آور آگے صاف میدان پھر آباد شہر، وہ جنگلوں کی ہریالی پر مہاریں تڑاتی اور چلی جاتی ہے کہ خود بھی ہلاک ہو اور سوار کو بھی مہلکہ میں ڈالے، سوار مہمیزیں کرتا تازیانے لگاتا آگے بڑھاتا ہے کہ آپ بھی نجات پاسکے اور اسے بھی بچا لے۔

هوى ناقتي خلفي وقدامي الهوى
واني واياها لمختلفان

(میری سواری کی خواہش میرے پیچھے ہے اور میری خواہش آگے ہے اور میں اور وہ دونوں مختلف ہیں)

منصف کے نزدیک اتنی ہی بات سے اہل حق و مبطلین کا فرق ظاہر۔ والحمد للہ رب العالمین۔

قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۝[1]

تم فرماؤ سب اپنے اپنے طریقے پر کام کرتے ہیں تو تمھارا رب خوب جانتا ہے کہ کون زیادہ راہ پر ہے۔

تنبیہ: عبارات مذکورہ میں دیکھ کر شاید کسی کو یہ شبہ گزر سکتا ہے کہ غیر مقلدین اگرچہ ان فسقیات کے عادی ہیں مگر وہ انھیں فسق جان کر نہیں کرتے بلکہ اپنے زعم میں کار ثواب و عین صواب سمجھتے ہیں یہ ان کی فہم کی کجی اور مذہب کی بدی ہے اس سے وہ بیباکی ثابت نہ ہوئی جس کی بنا پر امامت فاسق ممنوع ہوئی تھی کہ جب اسے دین کا اہتمام نہیں تو کیا عجب کہ بے وضو نماز پڑھا دے یا شرائط نماز سے کوئی اور شرط چھوڑ جائے۔

اقول منع امامت فاسق صرف اسی پر مبنی نہ تھا بلکہ اس کی بڑی علت وہ تھی کہ تقدیم میں عظمت اور فاسق شرعاً مستحق اہانت، یہ بہرحال موجود بلکہ عیوب و ذنوب کو صواب و ثواب جانتے ہیں اور زیادہ شدید الورود کہ اس سے فسق ہزار چند ہو جاتا ہے تو اسی قدر استحقاق اہانت ترقی پائے گا اور اسی کی ترقی پر اتنا ہی شناعت امامت میں جوش آئے گا معہذا جس نے تجربہ کیا ہے اس سے پوچھئے کہ دنیا درکنار خاص امور دین میں اصاغر بالائے طاق ان کے اکابر و معتمدین میں جو شنیع بیباکیاں عظیم سفاکیاں پھیل رہی ہیں خدا نہ کرے کہ کسی فاسق سے فاسق کو بھی ان کی ہوا لگے، کیا نہ دیکھا کہ ان کے امام العصر نے اپنے مہری فتوے میں دودھ کے چچا کو بھتیجی دلائی۔

---

[1] القرآن ١٧ / ٨٤

کیا نہ جانا کہ ان کے رشید شاگرد نے مطبوعہ رسالے میں حقیقی پھوپھی تک حلال بتائی، کیا نہ سنا کہ دوسرے شاگرد نے سوتیلی خالہ کو بھانجے کے حق میں مباح کردیا اور اس آفت کے فتوے سے استاد صاحب نے اپنی مہر کا نکاح کردیا پھر امام العصر کا اُجرت لے کر مسائل لکھنا، ایک ہی مقدمہ میں مدعی مدعا علیہ دونوں کے پاس حضرت کا فتوی ہونا کیسی اعلیٰ درجے کی دیانت ہے، ان سب وقائع کی تفصیل بعض احباب فقیر نے رسالہ سیف المصطفٰی علی ادیان الافتراء ۱۲۹۹ھ و رسالہ نشاط السکین علی حلق البقر السمین ۱۳۰۲ھ میں ذکر کی، تحریرات بنانے کو احیاء و اموات پر ہزاروں افترا و بہتان کرنا، فرضی کتابوں سے سند لانا، خیالی عالموں کے نام گھڑ لینا، نقل عبارت میں قطع و برید کرنا، جرح محدثین کو نسب بدل لینا، احادیث و اقوال کے غلط حوالے دینا اور ان کے سوا دیدہ و دانستہ ہزاروں قسم کی عیاریاں ان کے عمائد و متکلمین اپنی مذہبی تصانیف میں کر گزرے، رنگیں کمانیں الزام ٹھسے اور باند آئے۔ رسالہ سیف المصطفٰی انہیں امور کے بیان و اظہار میں تالیف ہوا جس میں عزیزم مؤلف حفظہ اللہ نے اکابر طائفہ کی ایک سو ساٹھ دیانتوں کو جلوہ دیا۔ پھر کون گمان کرسکتا ہے کہ جرأت و جسارت میں ان کا پایا کسی فاسق سے گھٹا ہوا ہے معہذا آزمالیجئے کہ یہ حضرات جس مسئلہ میں خلاف کریں گے آرام نفس ہی کی طرف کریں گے جس وہ مذہب ان کے نزدیک راجح ہوا جس میں ذرا مشقت کا لحاظ دیکھا، تراویح میں بیس رکعت چھوڑیں تو چھتیس کی طرف جھکے جو امام مالک سے مروی، رہا ثابت نہیں جو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے منقول اور امام اسحاق بن راہویہ و اہل مدینہ کا مذہب تھا، آٹھ پر آگرے کہ آرام کا سبب تھا۔ اور ان کے بعض مسائل کا نمونہ ان شاء اللہ تعالٰی قریب آتا ہے۔ مسلمانو! جب حیا کی دُھسے کو جو چاہا کہہ دیا، نہ قرآن سے غرض نہ حدیث سے کام، احادیث و اثر تو کس چیز کا نام، اُدھر آرام طلبی کا جوشش تمام، تو کیا عجب کہ بے غسل یا بے وضو نماز جائز کرلیں خصوصاً جبکہ موسم سرما ہو اور پانی ٹھنڈا، آخر یہ پھوپھی بھتیجی خالہ کی حلت سے عجب تر نہ ہوگا۔ سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے:

اذا لم تستحی فاصنع ما شئت[1] جب تُو بے حیا ہو جائے تو جو چاہے کر۔ (ت)

ع آنرا کہ حیا نیست ازو ہیچ عجب نیست
(جس کو حیا نہیں اس سے کچھ بھی تعجب نہیں)

والعیاذ باللہ تعالٰی۔

---

[1] المعجم الکبیر مروی از ابومسعود انصاری حدیث ۶۵۷ مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱۷/۲۳۷

دلیل سوم

اس کی تقریر میں اوّلاً یہ سنئے کہ ان حضرات کی فقہی مسائل متعلقہ نماز و طہارت جو انھوں نے خود اپنی تصانیف میں لکھے کیا کیا ہیں اور وہ علی الاطلاق مذاہب راشدہ یا خاص مذہب حنفیہ سے کتنے جدا ہیں محبنا مولوی وصی احمد صاحب سورتی سلمہ اللہ تعالٰی نے فتوائے جامع الشواهد فی اخراج الوهابیین عن المساجد (مساجد سے وہابیوں کو نکالنے پر جامع دلائل۔ ت) میں عقائد غیر مقلدین نقل کرکے ان کے بعض عملیات بھی تلخیص کئے ہیں یہاں اسی کے چند کلمات بطور التقاط لکھنا کافی سمجھتا ہوں۔

مسئلہ (۱) پانی کتنا ہی کم ہو نجاست پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلے۔ نواب صدیق حسن خاں بہادر شوہر ریاست بھوپال نے طریقۂ محمدیہ[1] ترجمہ درر بہیہ مصنفہ قاضی شوکانی ظاہری المذہب مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۱۰۰ پر اس کی تصریح کی، اس کتاب پر مولوی نذیر حسین صاحب نے مہر کی اور لکھا اس پر مومنین پر واجب ہے کہ عمل کریں اور دیباچے میں خود نواب مترجم لکھتے ہیں: متبع سنت اس پر آنکھ بند کرکے عمل کرے اور اپنی اولاد اور بیبیوں کو پڑھائے۔ اور یہی مضمون فتح المغیث[2] مطبع صدیقی لاہور کے صفحہ ۵ میں ہے، یہ وہی کتاب طریقۂ محمدیہ ہے جس کا نام بدل کر نواب بھوپال نے دوبارہ دوسری بار بھوپال اور لاہور میں چھپوایا۔ اس مسئلے کا مطلب یہ ہوا کہ کنواں تو بڑی چیز ہے اگر پاؤ بھر پانی میں دو تین ماشے اپنا یا کتے کا پیشاب ڈال دیجئے پاک ہے کام فرمائیے وضو کیجئے نماز پڑھئے کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ (۲) اسی فتح المغیث کے صفحہ ۵ اور طریقۂ محمدیہ کے صفحہ ۸ میں ہے: نجاست گُوہ اور موت ہے آدمی کا مطلق مگر موت اس لڑکے کا جو شیرخوار ہو، اور لعاب ہے کتے کا اور لید بھی اور خون بھی حیض و نفاس کا اور گوشت ہے سور کا اور جو اس کے سوا ہے اس میں اختلاف ہے اور اصل اشیاء میں پاکی ہے اور نہیں جاتی پاکی مگر نقل صحیح سے کہ جس کے معارض کوئی دوسری نقل نہ ہو۔ یہاں صاف صاف نجاست کو ان سات چیزوں میں حصر کردیا باقی تمام اشیاء کو اصل طہارت پر جاری کیا جب تک نقل صحیح غیر معارض وارد نہ ہو۔ میں کہتا ہوں اب مثلاً اگر کوئی غیر مقلد مرغی کے گُوہ یا سور کے موت یا کتے کی منی سے اپنے چہرہ و ریش پر روغن تازہ ملیں، وجامہ پر عطر و گلاب افشانی فرماکر نماز پڑھے یا یہ چیزیں کیسی ہی کثرت سے پانی میں مل جائیں اگرچہ رنگ و مزہ و بو کو بدل دیں اور غیر مقلد صاحب

---

[1] طریقۂ محمدیہ ترجمہ درر بہیہ (ف: اسی کا دوسرا نام فتح المغیث ہے۔ نذیر احمد)

[2] فتح المغیث

اس سے وضو کریں اصلاً حرج نہیں کہ آخر جامد بدن پر کوئی نجاست نہیں نہ پانی کے اوصاف کسی نجس نے بدلے پھر کیا مضائقہ ہے سب مباح و روا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ثم اقول آیۂ کریمہ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ[1] (محبوب فرمادیجئے میں اپنے اوپر نازل شدہ وحی میں نہیں پاتا کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام۔ت) اقویہ سند کافی موجود اور جس طرح نجاست بے نقل صحیح غیر معارض ثابت نہیں ہوسکتی اور اصل اشیاء میں طہارت ہے یوں ہی حرمت کا ثبوت بھی بے اس کے نہ ہوگا اور اصل اشیاء میں اباحت تو غیر مقلد کو اُن چیزوں کے نوش کرنے میں کیا مضائقہ ہے ع

گر بر تو حلال ست حلالت بادا

(اگر تجھ پر پینا حلال ہے تیرا اپنا حلال کیا ہوا ہے،

مسئلہ (۳) نواب موصوف روضۂ ندیہ کے صفحہ ۱۲ میں فرماتے ہیں :

شراب و مُردار و خون کی حرمت اُن کی نجاست پر دلیل نہیں جو انھیں ناپاک بتائے دلیل پیش کرے اھ ملخصاً مترجماً۔[2]

میں کہتا ہوں شاعر مجوز کا نہ حق خلاف شرع پینے کا لفظ بولا اگر یہ مسئلہ سنتا یوں کہتا ؎

چھوتا نہیں شراب کبھی بے وضو کئے
قالب میں میرے روح کسی پارسا کی ہے

جس میں شریعت جدیدہ کا خلاف بھی نہ ہوتا اور زیادت مبالغہ سے حسن شعر بھی بڑھ جاتا کہ پینا نہیں سے چھوتا نہیں میں کہیں زیادہ مبالغہ ہے۔

مسئلہ (۴) نواب صاحب اپنے صاحبزادہ کے نام سے نیل المقبول من شرائع الرسول مطبوعہ بھوپال کے صفحہ ۲۰۰ پر فرماتے ہیں :

شستن منی از برائے استقذار بودہ است نہ بنا بر نجاست و بر نجاست خمر و دیگر مسکرات دلیلے کہ صالح تمسک باشد موجود نیست و اصل در ہمہ چیزہا طہارت ست و در نجاست لحم خوک خلاف ست و دم مسفوح	منی کو نفرت و نظافت کی وجہ سے دھونا ضروری ہے نہ کہ ناپاک ہونے کی وجہ سے، شراب اور دیگر نشہ آور اشیاء کے ناپاک ہونے پر کوئی دلیل صالح نہیں جس سے استدلال کیا جاسکے اور تمام اشیاء میں اصل طہارت ہے،

---

[1] القرآن ۶/ ۱۴۵

[2] روضۂ ندیہ شرح درر بہیہ عربی بیان الاصل فی الاشیاء الطہارۃ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ لاہور ۱/ ۲۳

حرام ست نہ نجس اھ ملخصاً[1]

خنزیر کے گوشت کے نجس ہونے میں اختلاف ہے وہ مسفوح حرام ہے مگر نجس نہیں اھ ملخصاً (ت)

مسئلہ (۵) اُسی فتح المغیث کے صفحہ ۹ پر ہے، کافی ہے مسح کرنا پگڑی پر[2] یعنی وضو میں سر کا مسح نہ کیجئے پگڑی پر ہاتھ پھیر لیجئے وضو ہو گیا اگرچہ قرآن عظیم فرمایا کرے وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ[3] (اپنے سروں کا مسح کرو)

مسئلہ (۶) مولوی محمد سعید شاگرد مولوی نذیر حسین ہدایت قلوب قاسیہ کے صفحہ ۹۲ میں لکھتے ہیں جو اپنی بیوی سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو اُس کی نماز بغیر غسل کے درست ہے[4]

مسئلہ (۷) فتاوٰی ابراہیمیہ مصنفہ مولوی ابراہیم غیر مقلد مطبوعہ دھرم پرکاش الٰہ آباد کے صفحہ ۲ میں ہے: وضو میں بجائے پاؤں دھونے کے مسح فرض ہے[5] انھوں نے پاؤں کے مسئلے میں رافضیوں سے بھی آگے قدم رکھا وہ بجائے بھی صرف جائز مانتے ہیں۔ واللہ المستعان علی شر الروافض وقوم ہم شر من الروافض (اللہ تعالٰی ہی مددگار ہے روافض کے شر پر اور اس قوم کے شر پر جو روافض سے بھی بدتر ہے)

ثانیاً یہ خیال کیجئے کہ انھیں اہلسنت کے ساتھ کس درجہ تعصب ہے، اور تعصب وحشی ہے کہ خواہی نخواہی دل نیش عقرب (بچھو کا ڈنک)، جو کہ تعصب صاحب کو بے وجہ ایذا رسانی پر کمربستہ رکھتا ہے اور جہاں تک بن پڑے شقاق وخلاف کو دوست رکھتا ہے، اگر علانیہ نہ ہو سکے تو خفیہ ہی کوئی بات کر گزرے اور آپ ہی آپ دل میں خوش ہولے، جہال روافض کی حکایات مشہور ہیں کہ ان کی مجالس مرثیہ میں جو جاہل سُنّی جا بیٹھے انھوں نے تلخی کے چھینٹے شربت میں ملا دیئے، بعض اشقیا نے اسمائے طیبہ پرچوں پر لکھ کر فرش کے نیچے رکھ دیئے کہ سُنّی جو بیٹھیں تو پاؤں کے نیچے آئیں اگرچہ نادانستہ ہی سہی، پھر جہاں ایسا موقع ہاتھ لگا کہ کوئی خاص چیز کسی مہمان یا حاجتمند سُنّی ناواقف کے کھانے پینے کو پیش کی ظاہری تکلف حد سے گزرا اور بعض نجاسات قطعیہ سے آلودہ کردی، یہ سب شاخیں تعصب کی ہیں، پھر حضرات غیر مقلدین کا تعصب اُن روافض سے کم نہیں بلکہ زائد ہے کہ یہ دشمنی تازہ ہیں اور ان کے حوصلوں کی نئی

---

[1] تیجہ المقبول من شرائع الرسول

[2] فتح المغیث

[3] القرآن ۵/۶

[4] ہدایت قلوب قاسیہ

[5] فتاوٰی ابراہیمیہ

اُنھیں سے اب ان کی بیباکی وجرأت ومسائل مساہلت وشدت عداوت دیکھ کر نہ صرف احتمال قوی بلکہ ظن غالب ہوتا ہے کہ اگر یہ امام کئے جائیں ضرور اپنے اُن بعض مسائل مذکورہ پر عمل کریں گے انھیں کیا غرض پڑی ہے کہ مذہب مقتدیان کی رعایت کرکے ان امور سے باز آئیں اور تعصب برت کر دل ٹھنڈا نہ کریں پھر بعض جگہ غسل وغیرہ کی مشقت اٹھانی ہو وہ نفع میں .

ثالثاً اب یہ غور کیجیے کہ علمائے دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اہل حق وہدی کے مذاہب مختلفہ مثلاً باہم حنفیہ وشافعیہ میں ایک کی دوسرے سے اقتدا پر کیا کلام کیا ہے یہ مسئلہ ہمیشہ سے معرکۃ الآرا رہا اور اس میں بکثرت شقوق واختلاف اقوال منتشر ہوئے ہیں یہاں صرف اس صورت سے غرض ہے کہ دوسرے مذہب والا جو نماز وطہارت میں ہمارے مذہب کی مراعات نہ کرے اور خروج عن الخلاف کی پروا نہ رکھے اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے . پہلے اس احتیاط ومراعات کے معنے سمجھ لیجیے بعض باتیں مذاہب راشدہ میں مختلف فیہ ہیں واختلافی مسائل مثلاً فصد وحجامت سے شافعیہ کے نزدیک وضو نہیں جاتا ہمارے نزدیک جاتا رہتا ہے ، مسّ ذکر ومساس زن سے ہمارے نزدیک نہیں جاتا اُن کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے ، دو قلہ پانی میں اگر نجاست پڑ جائے اُن کے مذہب میں ناپاک نہ ہوگا ہمارے نزدیک (عـــہ) ناپاک ہوجائے گا ، اُن کے نزدیک ایک بال کا مسح وضو میں کافی ہے ہمارے یہاں ربع سر کا لازم اور ہمارے مذہب میں نیت وترتیب وضو میں فرض نہیں اُن کے نزدیک فرض ، وعلی ہذا القیاس ، اسی قسم کے مسائل میں بالاجماع اگر آدمی کو وہ بات چاہیے جس کے باعث اختلاف علما میں واقع نہ ہو جب تک یہ احتیاطاً اپنے کسی مکروہ مذہب کی طرف نہ لے جائے تو محتاط شافعی فصد وحجامت سے وضو کرلیتے ہیں اور مسح میں بعض پر قناعت نہیں کرتے اور محتاط حنفی مسّ ذکر ومساس زن سے وضو کرلیتے ہیں اور ترتیب ونیت نہیں چھوڑتے کہ اگرچہ ہمارے امام نے اس صورت میں وضو واجب نہ کیا منع بھی تو نہ فرمایا پھر ایسا کرنے میں ہماری طہارت ایک مذہب پر ہوگی دوسرے پر نہیں اور کرلینے میں بالاتفاق طاہر ہوجائیں گے اور اپنے مذہب میں وضو علی الوضو کا ثواب پائیں گے ، جو ایسی احتیاط کا خیال نہیں کرتے اور دوسرے مذہب کے خلاف ووفاق سے کام نہیں رکھتے جمہور مشائخ کے نزدیک اُن کی اقتدا جائز نہیں کہ صحیح مذہب پر رائے مقتدی کا اعتبار ہے جب اُس کی رائے پر خلل طہارت یا اور وجہ سے فساد نماز کا مظنہ ہو پھر کیونکر ایسی نماز پر اپنی نماز بنا کرسکتا ہے خانیہ و خلاصہ وسراجیہ وکفایہ وفتح وبحر والفتاوی وشرح نقایہ ومجمع الانہر وحاشیہ مراقی الفلاح وغیرہا کتب میں اس کی تصریح فرمائی اور اسے علامہ سندی پھر علامہ حلبی پھر علامہ شامی نے بہت مشائخ اور علامہ قاری نے عامہ مشائخ کرام

عـــہ بشرطیکہ پانی کا کوئی وصف مثلاً بو یا رنگ یا مزہ متغیر نہ ہوجائے ورنہ بالاتفاق ناپاک ہوجائے گا ۱۲ منہ (م)

سے نقل کیا، فتاوٰی عالمگیری میں ہے[۱]:

الاقتداء بشافعی المذهب انما یصح اذا کان الامام یتحامی مواضع الخلاف بان یتوضأ من الخارج النجس من غیر السبیلین کالفصد ولا یکون متعصبا ولا یتوضأ بالماء الراکد[عہ۱] القلیل وان یغسل ثوبه من المنی[عہ۲] ویفرك الیابس منه ویمسح ربع[عہ۳] رأسه هکذا فی النهایة والکفایة ولا یتوضأ بالماء القلیل الذی وقعت فیه النجاسة کذا فی فتاوی قاضی خان ولا بالماء المستعمل هکذا فی السراجیة اھ ملخصا۔

شافعی المذہب کی اقتدا اُس وقت صحیح ہے جب وہ مقاماتِ اختلاف میں احتیاط سے کام لیتا ہو، مثلاً سبیلین کے علاوہ سے نجاست کے خروج پر وضو کرتا ہو جیسا کہ رگ کٹوانے پر، اور متعصب نہ ہو اور نہ ہی قلیل ٹھہرے پانی سے وضو کرنے والا ہو اور منی والا کپڑا دھوتا ہو اور خشک منی کپڑے سے کھرچ دیتا ہو، اور سر کے چوتھائی کا مسح کرتا ہو، نہایہ، اور کفایہ میں اسی طرح ہے، اور ایسے ہی قلیل پانی جس میں نجاست گر گئی ہو اس سے وضو نہ کرتا ہو فتاوٰی قاضی خان میں اسی طرح ہے اور نہ ہی ماءِ مستعمل سے وضو کرتا، جیسا کہ سراجیہ میں ہے اھ ملخصاً (ت)

فتاوٰی امام قاضی خاں میں ہے[۲]:

اما الاقتداء بشفعوی المذهب قالوا لا بأس به اذا لم یکن متعصبا وان یکون متوضئا من الخارج النجس من غیر السبیلین ولا یتوضأ بالماء القلیل الذی وقعت فیه النجاسة[عہ] اھ ملخصا۔

شافعی المذہب کی اقتداء کے بارے میں علماء نے فرمایا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ متعصب نہ ہو اور یہ کہ سبیلین کے علاوہ سے نجاست کے خروج پر وضو کرتا ہو اور اس قلیل پانی (جس میں نجاست گر گئی ہو) سے وضو نہ کرتا ہو اھ تلخیصاً (ت)

[عہ۱] قلت ای بحیث تعم الغسالة فیه بناء علی نجاسة الماء المستعمل ۱۲ منه (م)

میں کہتا ہوں یعنی اس وقت جب غسالہ پانی میں گرتا ہو اس قول کی بنا پر جو ماءِ مستعمل کو نجس قرار دیتے ہیں ۱۲ منہ (ت)

[عہ۲] قلت ای اذا بلغ حد المنع ۱۲ منه (م)

میں کہتا ہوں یعنی جب مانع نماز کی حد تک پہنچ جائے ۱۲ منہ (ت)

[عہ۳] قلت ای لا یجتزئ باقل منه ۱۲ منه (م)

میں کہتا ہوں یعنی اس سے اقل پر اکتفاء نہ کرتا ہو ۱۲ منہ (ت)

[۱] فتاوٰی ہندیۃ الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماما لغیرہ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۸۳

[۲] فتاوٰی قاضی خان فصل فی من یصح الاقتداء وفی من لا یصح منشی نولکشور لکھنؤ ۱/ ۴۲

فتاوٰی امام طاہر بن عبدالرشید بخاری میں ہے:

الاقتداء بشفعوی المذهب یجوز ان لم یکن متعصبا ویکون متوضئا من الخارج من غیر السبیلین ولا یتوضأ بماء الذی وقعت فیه النجاسة وهو قدر قلتین عہ[1] اھ ملخصا

شافعی المذہب کی اقتدا جائز ہے اگر وہ متعصب نہ ہو اور غیر سبیلین سے نجاست کے خروج پر وضو کرنے والا ہو اور اس تھوڑے پانی سے وضو نہ کرتا ہو جس میں نجاست گر گئی ہو اور وہ دو قلتوں کی مقدار سے اھ تلخیصاً (ت)

جامع الرموز میں ہے:

هذا اذا علم بالاحتراز عن مواضع الخلاف فلو شك فی الاحتراز لم یجز الاقتداء مطلقا کما فی النظم فلا بأس به اذا لم یشك فی ایمانه ولم یتعصب ای لم یبغض للحنفی (وساق الکلام فی مسائل المراعاة فجمع واوعی ثم قال) الکل فی بحر الفتاوی[2]۔

یہ اس وقت ہے جب وہ مقامات اختلاف سے بچنے کا یقین رکھتا ہو اگر اس کے احتراز میں شک ہو تو پھر ہر حال میں اقتداء جائز نہیں، جیسا کہ نظم میں ہے پس اس وقت اس کی اقتدا میں کوئی حرج نہیں جب اس کے ایمان میں شک نہ ہو (یعنی انا مؤمن ان شاء اللہ کہنے والا نہ ہو) اور وہ متعصب نہ ہو یعنی حنفی کے ساتھ بغض نہ رکھتا ہو (اس کے بعد مقاماتِ رعایت پر گفتگو کرتے ہوئے مسائل کو اکٹھا کیا پھر فرمایا) یہ تمام بحر الفتاوٰی میں ہے۔ (ت)

شرح ملتقی الابحر میں ہے:

جواز اقتداء الحنفی بالشافعی اذا کان الامام یحتاط فی مواضع الخلاف[3]

حنفی کا شافعی کی اقتدا کرنا اس وقت جائز ہے جب شافعی امام مقامات اختلاف میں محتاط ہو۔ (ت)

عہ قلت الاولی تعبیر غیرہ کالخانیة بالقلیل ۲ منه (م)

میں کہتا ہوں اس کے غیر کی تعبیر بہتر ہے جیسے کہ خانیہ نے "قلیل" کے ساتھ تعبیر کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

---

[1] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الصلوٰۃ الاقتداء باہل الہوا مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۱۲۹

[2] جامع الرموز فصل یجہر الامام مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/۱۴۲

[3] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب الوتر والنوافل مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۱۲۹

علامہ احمد مصری حاشیہ شرح نور الایضاح میں فرماتے ہیں،

صحة الاقتداء اذا کان یحتاط فی مواضع الاختلاف کان یجدد الوضوء بخروج نحو دم وان یمسح ربع راسه وان یغسل ثوبه من منی او یفرکه اذا جف الخ[۱]

صحت اقتدا شافعی کی اس پر موقوف ہے کہ وہ مواضع اختلاف میں محتاط ہو، مثلاً خون جیسی چیز کے خروج پر نیا وضو کرتا ہو اور سر کا مسح کرتا ہو، منی والے کپڑے کو دھوتا ہو یا خشک ہونے کی صورت میں اسے کھرچ دیتا ہو الخ (ت)

ردالمحتار میں ہے،

قال کثیر من المشائخ ان کان عادته مراعاة مواضع الخلاف جاز والا فلا ذکره السندی المتقدم ذکره قلت وھذا بناء علی ان العبرة لرأی المقتدی وھو الاصح الخ[۲]

اکثر مشائخ نے فرمایا ہے کہ اگر شافعی امام کی عادت مقامات اختلاف میں احتیاط کی (یعنی وضو و نماز میں مذہب حنفی کی رعایت کرتا ہو)، تو پھر اس کی اقتدا جائز ورنہ نہیں۔ سندی نے اس کو ذکر کیا اس کا تذکرہ پیچھے بھی گزر چکا ہے۔ میں کہتا ہوں یہ اس بنا پر ہے کہ اس مسئلہ میں اعتبار مقتدی کی رائے کا ہے اور یہی اصح ہے الخ (ت)

اسی میں ہے،

فی رسالة الاھتداء فی الاقتداء لمنلا علی القاری ذھب عامة مشائخنا الی الجواز اذا کان یحتاط فی موضع الخلاف والا فلا[۳]

ملا علی قاری کے رسالہ "الاھتداء فی الاقتداء" میں ہے کہ اکثر مشائخ کی رائے یہی ہے کہ اگر امام شافعی مقامات اختلاف میں محتاط ہے تو اقتداء جائز ورنہ نہیں۔ (ت)

اسی طرح اور کتب میں تصریح ہے،

بقی ان الشامی نقل عن القاری بعد قوله المذکور المعنی انه یجوز فی المراعی

رہا یہ معاملہ کہ شامی نے ملا علی قاری سے اپنے مذکورہ قول کے بعد یہ نقل کیا ہے: اس کا معنی یہ ہے کہ

---

[۱] حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح باب الوتر مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۲۱۰

[۲] ردالمحتار مطلب فی الاقتداء بشافعی ونحوہ الخ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۴۱۶

[۳] " " " " " " " " " " " " "

بلاکراھۃ وفی غیرہ معہا؎۱ اھ

اقول وھذا یخالف تصریح الھندیۃ بعدم الصحۃ لکن لایعکر علی لانی انما عبرت بعدم الجواز الشامل للفساد وکراھۃ التحریم فینطبق علی تعبیر القاری وتصریح الھندیۃ جمیعا، والذی یظھر لی ان الجواز یکون ھو الصواب ان شاء اللہ تعالٰی ان البطلان انما ھو اذا علم عدم المراعاۃ فی خصوص الصلاۃ کما اختارہ العلامۃ السغناقی وجزم بہ وتر الدر وغیرہ والا فالصواب مع القاری تصح لعدم العلم بالمفسد وتکرہ لکونہ غیر محتاط، وان حملت الصحۃ فی کلام الھندیۃ علی الجواز وان کان فیہ بعد فیتوافق القولان، ومن الدلیل علی ھذا الحمل ان صاحب الھندیۃ ادخل کلام قاضی خان تحت مسئلۃ عدم الصحۃ وانما نص الخانیۃ کما سمعت تعلیق نفی الباس بتلک الشرائط فانما یفید بمفھوم المخالفۃ وجود الباس عند

رعایت کرنے والے کے پیچھے بغیر کراہت جائز ہے اور رعایت نہ کرنے والے کے پیچھے بالکراہت اھ (ت)

اقول (میں کہتا ہوں) یہ فتاوٰی ہندیہ کی اس تصریح کے مخالف ہے جس میں انہوں نے عدمِ صحت کا ذکر کیا ہے، لیکن یہ بات مجھ پر لازم نہیں آتی کیونکہ میں نے اسے عدمِ جواز کے ساتھ تعبیر کیا ہے جو فساد اور کراہتِ تحریمی دونوں کو شامل ہے، لہٰذا یہ علی قاری کی تعبیر اور ہندیہ کی تصریح دونوں کے موافق ہے، اور جو چیز مجھ پر ظاہر ہوئی ہے اور میں اُمید کرتا ہوں ان شاء اللہ وہی صواب ہے وہ یہ ہے کہ نماز کا باطل ہونا اس صورت میں ہے جب امام شافعی بالخصوص نماز میں رعایت نہ کرتا ہو (اس بات کا حتمی یقین ہو) جیسا کہ اس کو علامہ سغناقی نے اختیار کیا اور دُر وغیرہ کے بیان وتر میں اس پر جزم کیا ہے ورنہ اگر علم نہ ہو کہ وہ رعایت کرتا ہے تو علی قاری کی رائے صواب ہے کہ نماز درست ہوگی کیونکہ مفسد کا علم نہیں، البتہ مکروہ ہوگی، کیونکہ وہ محتاط نہیں، اور اگر ہندیہ کی عبارت میں صحت کو جواز پر محمول کرلیا جائے اگرچہ اس میں بُعد ہے تو دونوں اقوال میں موافقت ہوجائے گی، اس حمل پر ایک دلیل یہ ہے کہ صاحبِ ہندیہ نے کلام قاضی خاں کو مسئلہ عدمِ صحت کے تحت ذکر کیا ہے، اور خانیہ نے تصریح کی ہے جیسا کہ آپ سُن چکے کہ نفی حرج ان شرائط کے ساتھ معلق ہے اور یہ بات مفہوم مخالف کے طور پر اس

؎۱ ردالمحتار مطلب فی الاقتداء بشافعی ونحوہ الخ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۱۶

عدمها، ووجود البأس لا یستلزم البطلان نعم هو مساوق لعدم الجواز بمعنی عدم الحل المجامع لکراهة التحریم، ویؤید ذلك مانص علیه العلامة الحلبی فی الغنیة الاختلاف انما هو فی الکراهة والافضلیة الجواز بمعنی الصحة الاجماع ثم لا یذهبن عنك ان الکراهة ههنا للتحریم، فهو الذی یصح تفسیر عدم الجواز به کما فعل القاری فافهم وتثبت هذا ما ظهر لی وقد بقی خبایا والعبد الضعیف حقق الکلام فی هذا المرام فی فتاواه الملقبة بالعطایا النبویة فی الفتاوی الرضویة وبالله التوفیق

بات کی مفید ہے کہ جب شرائط معدوم ہوں تو حرج لازم آئے گا اور وجود حرج بطلان کو مستلزم نہیں، ہاں وہ مساوی ہے گا عدم جواز بمعنی عدم حل کا جو کراہت تحریمی کو جامع ہے اور اس کی تائید علامہ حلبی کے ان الفاظ سے ہوتی ہے جو غنیہ میں ہیں کہ اختلاف کراہت میں ہے ورنہ جواز یعنی صحت پر اجماع ہے۔

پھر یہ بھی ذہن نشین رہنا چاہئے کہ یہاں کراہت تحریمی مراد ہے کیونکہ تفسیر عدم جواز کی اسی کے ساتھ درست ہوتی ہے جیسا کہ علی قاری نے کیا ہے خوب سمجھ کر اس پر قائم رہو، یہ وہ تفصیل تھی جو مجھ پر واضح ہوئی اور ابھی کچھ گوشے رہ گئے ہیں بندۂ ضعیف نے اللہ کی توفیق سے اس مقصد پر اپنے فتاوی الملقب بہ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ میں تحقیق کی ہے۔ (ت)

سبحٰن اللہ جبکہ بے احتیاط شافعی کے پیچھے نماز جمہور ائمہ کے نزدیک ناجائز، تو ان مبتدعین متہورین کو اہل حق و ہدایت سے کیا نسبت ان کے پیچھے بدرجۂ اولیٰ ناجائز و ممنوع تر ہونا چاہئے کما لایخفی۔

تنبیہ: خانیہ و خلاصہ و نہایہ و کفایہ و بحر الفتاوی و شرح نقایہ و ہندیہ کے نصوص سن چکے کہ متعصب شافعی کے پیچھے نماز جائز نہیں اور اس کی تفسیر گزری کہ متعصب وہ^عہ جو حنفیہ سے بغض رکھتا ہو، اب غور کرلیجئے کہ غیر مقلدین کو نہ صرف حنفیہ بلکہ تمام مقلدین ائمہ دین سے کس قدر بغض شدید و کینہ مدید ہے خصوصاً جو عنایت حضرات حنفیہ عصمہم اللہ بالطاف الخفیہ کے ساتھ ہے بیان سے باہر تو ان روایات پر یہ جداگانہ دلیل ہوئی ان کی اقتداء ناجائز ہونے کی،

لکن قال المحقق فی الفتح لا یخفی ان تعصبه انما یوجب فسقه[1] اھ

لیکن محقق نے فتح القدیر میں فرمایا یہ مخفی نہیں ہے کہ اس کا متعصب ہونا فسق کا موجب و سبب ہے اھ

عہ اقول ایسے ہی شافعیہ یا مالکیہ یا حنبلیہ سے بغض رکھنے والا حنفی ہی [illegible] التعصب کہ اہل حق سے بغض نہ رکھے گا مگر بدمذہب اور بدمذہب کے پیچھے نماز ممنوع ۱۲ منہ سلمہ (م)

[1] فتح القدیر باب صلوٰۃ الوتر مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۸۱

اقول قد علمت ان عدم الجواز بمعنی عدم الحل الصادق بکراھۃ التحریم وان الصلاۃ خلف الفاسق مکروھۃ تحریمیۃ فان اعید الاشکال بما فی الھندیۃ اعدنا الکلام بما قدمنا وح یؤول ھذا الدلیل الی الدلیل الثانی کما لا یخفی وبھذا الحمل تکون الروایات مؤیدات لما حققنا من ان الکراھۃ خلف الفاسق والمبتدع کراھۃ تحریم واللّٰہ سبحنہ بکل شیئ علیم۔

اقول (میں کہتا ہوں) آپ نے پیچھے پڑھ لیا ہے کہ عدم جواز بمعنی عدم حلت ہے جو کراہت تحریمی پر صادق آتا ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اگر ہندیہ کی عبارت کے ساتھ اشکال کا اعادہ کیا جائے تو ہم سابقہ کلام سامنے لائیں گے تو اس وقت یہ دلیل دوسری دلیل کی طرف لوٹ جائے گی جیسا کہ مخفی نہیں، اور اس حمل کے ساتھ تمام روایات اس تحقیق کی مؤید ہو جائیں گی جو ہم نے کی ہے کہ فاسق اور بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنے کی کراہت مکروہ تحریمی ہے واللہ سبحنہ بکل شیئ علیم۔ (ت)

دلیل چہارم

حضرت امام الائمہ سراج الامۃ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں جو متکلم ضروریات عقائد کی بحث میں (جن میں لغزش موجب کفر ہوتی ہے) یہ چاہے کہ کسی طرح اُس کا مخالف خطا کر جائے وہ کافر ہے کہ اُس نے اُس کا

حلت کا ترجمہ ہے مراد کہ اُس پر کفر کا اندیشہ ہے

والعیاذ باللّٰہ تعالٰی فی الخلاصۃ سمعت القاضی الامام (یرید الامام الاجل قاضی خان) ان اراد تخجیل الخصم یکفر قال عندی لا یکفر ویخشی علیہ الکفر اھ وقال العلامۃ بدر الرشید الحنفی فی رسالتہ فی کلمات الکفر فی المحیط من رضی بکفر نفسہ فقد کفر ای اجماعا وبکفر غیرہ

اللہ تعالٰی کی پناہ۔ خلاصہ میں ہے میں نے قاضی امام (یعنی امام اجل قاضی خان) سے سُنا کہ اگر کوئی مخالف کو شرمندہ کرنے کا ارادہ رکھتا تو اسے کافر کہا جائے فرمایا اور میرے نزدیک اسے کافر نہ کہا جائے، البتہ اس پر کفر کا خوف و اندیشہ ہے۔ علامہ بدر الرشید حنفی نے اپنے رسالہ میں کلماتِ کفر کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ محیط میں ہے وہ شخص جو اپنی ذات کے کفر پر راضی ہو گیا وہ کافر ہو گیا یعنی بالاجماع' اور جو کوئی

(باقی اگلے صفحہ پر)

کا دہرنا چاہا اور مسلمان کو مبتلائے کفر چاہنا رضا بالکفر ہے اور رضا بالکفر آپ ہی کفر، علماء فرماتے ہیں ایسے متکلم کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ فتح القدیر میں ہے:

قال صاحب المجتبى واما قول ابى يوسف لا تجوز الصلاة خلف المتكلم فيجوز ان يريد الذى قرره ابو حنيفة حين رأى ابنه حمادا يناظر فى الكلام فنهاه فقال رأيتك تناظر فى الكلام وتنهانى فقال كنا نناظر وكان على رؤوسنا الطير مخافة ان يزل صاحبنا وانتم تناظرون وتريدون زلة صاحبكم ومن اراد زلة صاحبه

صاحب مجتبیٰ نے فرمایا امام ابو یوسف کا قول کہ کلامی کے پیچھے نماز جائز نہیں تو ہو سکتا ہے ان کی مراد وہی ہو جس کو امام ابو حنیفہ نے مقرر رکھا ہے کہ انہوں نے جب اپنے صاحبزادے حماد کو علم کلام میں مناظرہ کرتے ہوئے دیکھا تو اپنے بیٹے کو اس سے منع کیا بیٹے نے عرض کی میں نے آپ کو علم کلام میں مناظرہ کرتے دیکھا ہے اور مجھے آپ اس سے منع کرتے ہیں اس پر آپ نے فرمایا ہم اس طرح مناظرہ کرتے تھے گویا ہمارے سروں پر پرندے ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اختلف المشائخ ثم ذكر عن شيخ الاسلام ما حققه ان يسطر على الصدور ومحاصله انه انما يكون كفرا اذا كان يستحسنه ثم قال وقد عثرنا على رواية ابى حنيفة ان الرضاء بكفر الغير كفر من غير تفصيل اه قلت وهى هذه الرواية التى ذكرها المجتبى قال العلامة القارى بعد نقل ما فى رسالة البدر الجواب ان رواية ابى حنيفة رحمه الله تعالى اذا كانت مجملة او عبارة مطلقة فلنا ان نفصلها ونقيدها على مقتضى القواعد الحنفية[1] اه والله تعالى اعلم ۱۲ منه سلمه ربه (م)

غیر کے کفر پر راضی ہوا اس میں مشائخ کا اختلاف ہے پھر وہاں شیخ الاسلام کے حوالے سے وہ لکھا جو سینوں پر لکھنے کے قابل ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ کفر اس وقت ہے کہ جب اس نے اسے پسند کیا ہو، پھر کہا ہم امام ابو حنیفہ کی اس روایت پر مطلع ہیں جس میں ہے کہ غیر کے کفر پر راضی ہونا کفر ہے بغیر کسی فرق کے اھ میں کہتا ہوں یہی وہ روایت ہے جو مجتبیٰ میں مذکور ہے، علامہ علی قاری نے رسالہ بدر کی عبارت نقل کرنے کے بعد کہا اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت جب مجمل ہو یا اس کی عبارت مطلق ہو تو ہم کہتے ہیں ہم اس کی تفصیل کرتے ہیں اور قواعد احناف کے مقتضا کے مطابق اسے مقید کرتے ہیں اھ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ سلمہ ربہ (ت)

---

[1] منح الروض شرح الفقہ الاکبر بحوالہ المحیط فصل فی الکفر مصطفی البابی مصر ص ۱۰۰

فقد اراد کفرہ فھو قد کفر قبل صاحبہ فھذا ھو المخوض المنھی عنہ وھذا المتکلم لا یجوز الاقتداء بہ[1] انتہی۔

اس سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں ہمارا ساتھی پھسل نہ جائے لیکن تم اپنے ساتھی کو پھسلانے کا ارادہ کرکے تکلم کرتے ہو اور جو شخص اپنے ساتھی کو پھسلانے کا ارادہ کرے اس نے اس کا کفر چاہا تو وہ اپنے ساتھی سے پہلے کفر کا مرتکب ہوا، پس ایسا خوض ممنوع ہے اور ایسے کلامی کے پیچھے نماز جائز نہیں انتہی (ت)۔

جب اس متکلم کے پیچھے نماز ناجائز ہوئی جس کے انداز سے کفر غیر پر رضا نکلتی سو تو یہ صریح متعصبین جن کا اصل مقصود تکفیر مسلمین دن رات اسی میں ساعی رہیں اور جب تقریرًا و تحریرًا اس کی تصریحیں کرچکے اور مکابر ہر طرح اپنی ہی بات بالا چاہتا ہے تو قطعًا ان کی خواہش یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو مسلمان کافر ٹھہریں اور شک نہیں، کہ اپنے زعم باطل میں اس کی طرف کچھ راہ پائیں تو خوش ہوجائیں اور جب بحمد اللہ مسلمانوں کا کفر سے محفوظ ہونا ثابت ہو تو غم و غصہ کھائیں تو ان کا حکم کس درجہ اشد ہوگا اور ان کی اقتدا کیونکر روا، واللہ الہادی الی طریق الہدی۔

دلیل پنجم

یہاں تک تو ان کے بدعت و فسق و غیرہا کی بنا پر کلام تھا تو ایک امر اشد و اعظم ان کے طائفہ تالفہ سے صادر ہوتا ہے جس کی بنا پر ان کے نفس اسلام میں ہزاروں دقتیں ہیں یہاں تک کہ احادیث صریحہ صحیحہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و اقوال جماہیر فقہائے کرام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم سے ان کا صریح کافر ہونا اور نماز کا ان کے پیچھے محض باطل جانا نکلتا ہے وہ کیا یعنی ان کا تقلید کو شرک اور حنفیہ مالکیہ شافعیہ حنبلیہ رحمہم اللہ جمیعًا بالطافہ العلیہ سب مقلدان ائمہ کو مشرکین کہنا کہ یہ صراحۃً مسلمانوں کو کافر کہنا ہے اور پھر ایک کو نہ دو کو لاکھوں کروڑوں کو اور پھر آج ہی کل کے نہیں گیارہ سو برس کے عامۂ مومنین کو جن میں بڑے بڑے محبوبان حضرت عزت و اراکین امت و اساطین ملت و علمائے شریعت و کملائے طریقت تھے رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین ان کے بانی مذہب کے مرجع و معتمد اور پدر نسب و علم و اقتدا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رسالہ انصاف میں لکھتے ہیں،

بعد المائتین ظھر بینھم التمذھب للمجتھدین باعیانھم وقل من کان

دو صدی کے بعد مسلمانوں میں تقلید شخصی نے ظہور کیا کم کوئی رہا جو ایک امام معین کے مذہب پر

---

[1] فتح القدیر باب الامامۃ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۰۲

لا یعتمد علی مذهب مجتهد بعینه[1] اعتماد نہ کرتا ہو۔ (ت)

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی جن کی میزان وغیرہ تصانیف عالیہ سے امام العصر و دیگر کبرائے علماء نے جابجا استناد کیا اسی میزان میں فرماتے ہیں:

یجب علی المقلد العمل بالارجح من القولین فی مذهبه مادام لم یصل الی معرفة هذه المیزان من طریق الذوق و الکشف کما علیه عمل الناس فی کل عصر بخلاف ما اذا وصل الی مقام الذوق و رأی جمیع اقوال العلماء و بحور علومهم تتفجر من عین الشریعة الاولی تبتدئ منها وتنتهی الیه فان مثل هذا لایؤمر بالتعبد بمذهب معین لشهوده تساوی المذاهب فی الاخذ من عین الشریعة[2] اھ ملخصا

یعنی مقلد پر واجب ہے کہ خاص اُسی بات پر عمل کرے جو اُس کے مذہب میں راجح ٹھہری ہو ہر زمانے میں علماء کا اسی پر عمل رہا ہے البتہ جو ولی اللہ ذوق و معرفت کی راہ سے اُس مقام کشف تک پہنچ جائے کہ شریعت مطہرہ کا پہلا چشمہ جو سب مذاہب ائمہ مجتہدین کا خزانہ ہے اُسے نظر آنے لگے وہاں پہنچ کر وہ تمام اقوال علماء کو مشاہدہ کرے گا کہ اُن کے دریا اُسی چشمے سے نکلے اور اُسی میں پھر آکر گرتے ہیں ایسے شخص پر تقلید شخصی لازم نہ کی جائیگی کہ وہ تو آنکھوں دیکھ رہا ہے کہ سب مذاہب چشمۂ اولیٰ سے یکساں فیض لے رہے ہیں اھ ملخصاً

یہاں سے ثابت کہ جو پایۂ اجتہاد نہ رکھتا ہو نہ کشف و ولایت کے اس رتبۂ عظمٰی تک پہنچا اُس پر تقلید امام معین قطعاً واجب ہے اور اسی پر ہر زمانے میں علماء کا عمل رہا، یہاں تک امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی نے کتاب مستطاب کیمیائے سعادت میں فرمایا:

مخالفت کردن صاحب مذہب خویش نزدیک ہیچکس[عہ] اپنے صاحب مذہب کی مخالفت کرنا کسی کے نزدیک

[عہ] اقول وماھو الا الاجماع بعد تقرر المذاهب وظهور التمذهب للائمة باعیانهم اذ هو الصحیح لا اضاعة بین الناس واصحاب

میں کہتا ہوں ان کی مراد تقرر مذاہب اور ظہور تقلید معین ائمہ کے بعد کا اجماع ہے کیونکہ یہی صحیح ہے عام لوگوں اور اصحاب مذاہب کے درمیان کوئی نسبت نہیں ہے

(باقی برصفحہ آئندہ)

---

[1] رسالہ انصاف مع ترجمہ کشاف مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۵۹

[2] المیزان الکبرٰی فصل فان قال قائل فھل یجب الخ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۱۱

روا نہ ہوئے[1] بھی جائز نہیں۔ (ت)

سبحان اللہ جب تقلید شخصی معاذ اللہ کفر و شرک ٹھہری تو تمہارے نزدیک یہ ہر عصر کے علما اور گیارہ ۱۱۰۰ سو برس کے عامہ مومنین معاذ اللہ سب کفار و مشرکین ہوئے، وہ بھی آخرا شنا تو۔ جلی بدیہیات سے ہے جس کا انکار آفتاب کا انکار کہ صدہا برس سے لاکھوں اولیا، علما، محدثین، فقہا عامہ اہلسنت و اصحاب حق و ہدی نے حاشیہ تقلید ائمہ اربعہ اپنے دوش ہمت پر اٹھائے ہوئے ہیں جسے دیکھو کوئی حنفی، کوئی شافعی، کوئی مالکی، کوئی حنبلی یہاں تک کہ فرقہ ناجیہ اہلسنت و جماعت ان چار مذہب میں منحصر ہوگیا جیسا کہ اس کی نقل سید علامہ احمد مصری رحمہ اللہ تعالٰی سے شروع دلیل اول میں گزری اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی کہ معتمدین و مستندین طائفہ سے ہیں تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں،

اہل السنۃ قد افترق بعد القرون الثلثۃ اوالاربعۃ علی اربعۃ مذاہب ولم یبق مذہب فی فروع المسائل سوی ہذہ الاربعۃ[2]۔	اہل سنت تین چار قرن کے بعد ان چار مذہب پر منقسم ہوگئے اور فروع مسائل میں ان مذاہب اربعہ کے سوا کوئی مذہب باقی نہ رہا۔

طبقات حنفیہ و طبقات شافعیہ وغیرہما تصانیف علما دیکھو گے تو معلوم ہوگا کہ ان چاروں مذہب کے مقلدین کیسے کیسے ائمہ ہدی و اکابر محبوبان خدا گزرے جنہوں نے ہمیشہ اپنے آپ کو مثلاً حنفی یا شافعی کہا اور ہمیشہ اسی لقب سے یاد کئے گئے اور ہمیشہ اپنے ہی مذہب پر فتوے دیے اور ہمیشہ اسی کی ترویج میں دفتر لکھے یہ سب تو معاذ اللہ تمہارے نزدیک چنیں و چناں ہوئے۔ جانے دو عمل نہ سہی قول تو مانو گے اُن جماعات کثیرہ علماء کو کیا جانو گے جنہوں نے تقلید شخصی کے حکم دئے اور یہی اُن کا مذہب منقول ہوا، امام مرشد الانام

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

المذاہب کما لایخفی وعدم الاعتداد فی دعوی الاتفاق بمن شذ و ندر وکثیر مشہور کما لا یخفی علی ذی بصر ۱۲ منہ (م)	جیسا کہ واضح ہے اور دعوی اتفاق میں شاذ و نادر کا اعتبار نہ کرنا کثیر و مشہور ہے جیسا کہ صاحب بصیرت پر مخفی نہیں ۱۲ منہ (ت)

---

[1] کیمیائے سعادت اصل نہم امر بمعروف و نہی از منکر مطبوعہ انتشارات گنجینہ تہران، ایران ص ۲۹۵

[2] تفسیر مظہری مسئلہ اذا صح الحدیث علی خلاف مذہبہ الخ ر ادارہ اشاعت العلوم دہلی ۶۴/۲

محمد غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں:

5 مخالفۃ المقلد متفق علی کونہ منکرا بین
5 المحصلین[1]

تمام فقہی فاضلوں کا اجماع ہے کہ مقلد کا اپنے امام مذہب کی مخالفت کرنا شنیع و واجب الانکار ہے۔

شرح نقایہ میں کشف اصول امام بزدوی سے منقول:

من جعل الحق متعددا کالمعتزلۃ اثبت للعامی الخیار من کل مذہب ما یہواہ ومن جعل واحدا کعلمائنا الزم العامی اماما واحدا[2]

یعنی جن کے نزدیک مسائل نزاعیہ میں حق متعدد ہے کہ ایک شے جو مثلاً ایک مذہب میں حلال دوسرے میں حرام ہو تو وہ عند اللہ حلال بھی ہے اور حرام بھی، وہ تو عامی کو اختیار دیتے ہیں کہ ہر مذہب سے جو چاہے اخذ کرلے یہ مذہب معتزلہ وغیرہم کا ہے اور جو حق کو واحد مانتے ہیں وہ عامی پر امام معین کی تقلید واجب کرتے ہیں یہ مذہب ہمارے علماء وغیرہم کا ہے۔

علامہ زین بن نجیم مصری صاحب بحر الرائق والاشباہ وغیرہا رسالہ کبائر و صغائر میں فرماتے ہیں:

اما الکبائر فقال ابو المکی بعد الکفر الزنا واللواطۃ وشرب الخمر ومخالفۃ المقلد حکم مقلدہ[3] اھ مختصرا

یعنی کبیرہ گناہ علماء نے یوں گنائے کہ بیان آبا مذہب میں پہلے تو کفر ہے پھر زنا و اغلام و شراب خوری اور مقلد کا اپنے امام کی مخالفت کرنا اھ مختصرا

ملل و نحل میں ہے:

علماء الفریقین لم یجوزوا ان یأخذ العامی الحنفی الا بمذہب ابی حنیفۃ والعامی الشفعوی الا بمذہب الشافعی[4]

دونوں فریق کے علماء یہ جائز نہیں رکھتے کہ عامی حنفی مذہب ابو حنیفہ یا عامی شافعی مذہب شافعی کے سوا دوسرے مذہب پر عمل کرے۔

شاہ ولی اللہ عقد الجید میں لکھتے ہیں:

الراجح عند الفقہاء ان العامی المنتسب

فقہا کے نزدیک ترجیح اسے ہے کہ عامی جو ایک مذہب

---

[1] احیاء العلوم الباب الثانی فی ارکان الامر ۱/ مطبوعہ مطبعۃ المشہد الحسینی القاہرہ مصر ۳۲۶/۲

[2] جامع الرموز (شرح نقایہ) کتاب الکراہیۃ ۔ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۳۲۰/۳ ۹۲

[3] الرسائل الفقہیۃ مؤلف الاشباہ مع الاشباہ ۱/ الرسالۃ الرابعۃ والثلاثون ۱/ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۲/۹۰۶

[4] الملل والنحل حکم الاجتہاد والتقلید ۱/ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۲۰۵/۱

الی مذهب له مذهب فلا تجوز له مخالفته۔[1]   کی طرف انتساب رکھتا ہے وہ مذہب اُس کا ہو چکا اب اُس کا خلاف جائز نہیں۔

اب فرمائیے تمام مفتی فاضل جن سے امام غزالی ناقل کہ ترکِ تقلید شخصی کو منکر و نادرہ بتاتے۔ اکابر ائمہ جن کے قول سے کشف کاشف کہ تقلید امام معین کو واجب ٹھہراتے۔ مشائخ کرام جن کے سحاب علام صاحب مجمع معترف کہ ترکِ تقلید شخصی کو گناہ کبیرہ کہتے۔ علمائے وتلقین و فقہائے عظام جن سے علی و تحمل و شاہ ولی اللہ حاکی کہ تقلید معین کی مخالفت ناجائز سمجھتے۔ یہ سب تو معاذ اللہ تمہارے طور پر صریح کفار و مشرکین ٹھہرے۔ اس سے بھی درگزرو ان ائمہ دین کی خدمات عالیہ میں کیا اعتقاد ہے جنہوں نے خود اپنی تصانیفِ جلیلہ و کلماتِ جمیلہ میں وجوبِ تقلید معین وغیرہ اُن باتوں کی صاف صریح تصریحیں فرمائیں جو تمہارے مذہب پر خالص کفر و شرک ہیں اُن سب کو تو تمام بنام بتعیینِ اسم (خاک بدہان گستاخان) معاذ اللہ کافر و مشرک کہئے گا۔ یہ موجز رسالہ کہ اطلاعِ اہلِ حق کے لئے ایک مختصر فتوٰی ہے جو اپنے منصب یعنی اظہارِ حکم فقہی کو بنحو احسن ادا کرچکا اور کتاب ہے اس میں اُن اقوال وافرہ و نصوص متکاثرہ کی گنجائش کہاں۔ مگر ان شاء اللہ العظیم توفیق ربانی مساعدت فرمائے تو فقیر ایک جامع رسالہ اس باب میں ترتیب دینے والا ہے جو اُن اقوال کثیرہ سے جملہ صالحہ کو ایک نئے طرز پر جلوہ دے گا اور ان شاء اللہ تعالٰی غیر مقلدین کے اصول مردود کو اُن کے مستندین ہی کے کلماتِ مستندہ سے ایک ایک کر کے مستاصل کرے گا۔ میں یہاں صرف اُن ائمہ دین و علمائے معتمدین کے چند اسماء شمار کرتا ہوں جو خاص اپنے ارشادات و تصریحات کے رُو سے مذہب غیر مقلدین پر کافر و مشرک ٹھہرے، والعیاذ باللہ رب العالمین۔ ان میں سے ہیں۔

امام ابوبکر احمد بن اسحاق جوزجانی تلمیذ التلمیذ امام محمد، امام ابن السمعانی، امام کیا ہراسی، امام اجل امام الحرمین، امام محمد محمد محمد غزالی، امام برہان الدین صاحب ہدایہ، امام طاہر بن احمد بن عبدالرشید بخاری صاحب خلاصہ، امام کمال الدین محمد بن الہمام، امام علی خواص، امام عبدالوہاب شعرانی، امام شیخ الاسلام زکریا انصاری، امام ابن حجر مکی، علامہ ابن کمال باشا صاحب ایضاح و اصلاح، علامہ علی بن سلطان محمد قاری مکی، علامہ شمس الدین محمد شارح نقایہ، علامہ زین الدین مصری صاحب بحر، علامہ عمر بن نجیم مصری صاحب نہر، علامہ محمد بن عبداللہ غزی تمرتاشی صاحب تنویر الابصار، علامہ خیر الدین رملی صاحب فتاوٰی خیریہ، علامہ سیدی احمد حموی صاحب غمز، علامہ محمد بن علی دمشقی صاحب درمختار، علامہ عبدالباقی زرقانی شارح مواہب، علامہ برہان الدین ابراہیم بن ابی بکر بن محمد بن حسین حسینی صاحب جواہر اخلاطی، علامہ شیخ محقق

---

[1] عقد الجید باب پنجم اقسام مقلد مطبوعہ قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ص ۱۵۰

مولینا عبدالحق محدث دہلوی، علامہ[25] احمد شریف مصری طحطاوی، علامہ[26] آفندی امین الدین محمد شامی، صاحب[27] خیریہ، صاحب[28] سراجیہ، صاحب[29] جواہر، صاحب مصفّٰی، صاحب[31] ادب المقال، صاحب[32] تاتارخانیہ، صاحب[33] مجمع، صاحب[34] کشف، مؤلفان[35] عالمگیریہ کہ باقرار مؤلف امداد[36] المسلمین پانسو علما تھے، یہاں تک کہ جناب شیخ[37] مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ، شاہ[39] عبدالعزیز صاحب، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، حتی کہ خود میاں نذیر حسین دہلوی اور اُن کے اتباع و مقلدین مگر یوں کہ فاتٰهم الله من حیث لم یحتسبوا[1] (تو اللہ کا حکم ان کے پاس آیا جہاں سے ان کا گمان بھی نہ تھا۔ ت) والحمد للہ رب العلمین۔

اور لطف یہ ہے کہ انہی میں وہ بھی ہیں جن سے خود امام الطائفہ وغیرہ متکلمین طائفہ نے براہ جہالت و تجاہل استناد کیا اور اُن کے اقوال باہرہ و کلمات قاہرہ کو جو اصول طائفہ کے صریح رد تھے دامن عیاری میں چھپالیا۔ میں ان شاء اللہ تعالٰی اس رسالہ میں یہ بھی ثابت کروں گا کہ علمائے سلف سے ان کا استناد محض مغالطہ و تلبیس عوام ہے، ان کے مذہب کو اُن سے اصلاً علاقہ نہیں بلکہ خود وہی اقوال جنہیں اپنی سند ٹھہراتے ہیں ان کے اصول مذہب کی بنیاد گراتے ہیں مگر حضرات کو موافق و مخالف کی تمیز نہیں یا سب تو قصداً اغوائے جہال کو سبز باغ دکھاتے ہیں۔ میں بحول اللہ تعالٰی اس رسالے میں یہ بھی تنبیہ کروں گا کہ اپنے مباحثہ میں ان حضرات کا تقلید شخصی کے وجوب و عدم وجوب کی بحث چھیڑ دینا نرا دھوکا ہے، وہ جو سب مقلدین مذہب ہیں کیا اہل تعیین و اصحاب تخییر دونوں فریق جواز تعیین و عدم حرج کو تسلیم کئے ہوئے ہیں جن کے نزدیک سرے سے تقلید شرک و کفر، ان کے مسلک سے اسے کیا تعلق، وہ امر ابتدائی یعنی عدم شرک و جواز کو طے کرلیں اس کے بعد آگے چلیں، یہ چالاک لوگ اپنے لئے راہ آسان کرنے کو ادھر سے اُدھر طفرہ کر جاتے ہیں اور ہماری طرف کے ذی علم ارخاءً للعنان اس میں گفتگو کرنے لگتے ہیں حالانکہ گربہ کشتن روز اول باید ابتداءً ان ہوشیاروں کی راہ روکا چاہئے کہ پہلے شرک پھر حرمت سے جان بچا لیجئے اس کے بعد آگے قصد کیجئے۔ فریقین کے اقوال ان حضرات کے رد میں یک دل و یک زبان، اور طرفین کے علما ان کے زعم پر معاذ اللہ مشرک و گمراہ ہوتے ہیں یکساں، بلکہ میں بفضلہ تعالٰی ثابت کروں گا کہ اقوال تخییر ان کی رد و تکذیب میں اتم و اکمل ہیں پھر ان سے استناد یا اُن کا تذکرہ عجب تماشا ہے، میں بعونہ یہ بھی واضح کروں گا کہ ان حضرات کو ابھی خود اپنا ہی مسلک منقح نہیں ہوا ہے متناقض کلام متخالف احکام لکھتے اور جہاں جیسا موقع پاتے ہیں ویسا ہی بیان کر جاتے ہیں، دعوے میں کچھ دلیل میں کچھ اعتراض میں کچھ جواب میں کچھ، کسی ایک پاسے پر قرار نہیں کرتے اور بے شک تمام اہل بدعت کا یہی وتیرہ ہے خصوصاً جو

---

[1] القرآن ۵۹/۲

اس قدر تو پیدا ہو کہ آخر چلتے چلتے ایک زمانہ چاہیے۔ یہی یہاں اصل نزاع کی بحث و تحقیق میں نہیں ان کے اقوال کا علم واضح کرنا ہے لہذا اسی کی طرف رجوع مناسب۔

بالجملہ اصلاً محل شبہ نہیں ان صاحبوں نے تقلید کو شرک و کفر اور مقلدین کو کافر و مشرک کہہ کر لاکھوں کروڑوں علماء و اولیاء و صلحاء و اصفیا بلکہ امت مرحومہ محمدیہ علی مولیہا وعلیہ الصلوۃ والتحیۃ کے دو ثلث حصوں سے زائد کو علی الاعلان کافر و مشرک ٹھہرایا۔ وہی علامہ شامی قدس سرہ السامی کا ان کے اکابر کی نسبت ارشاد کہ اپنے طائفہ تالفہ کے سوا تمام عالم کو مشرک کہتے اور جو شخص ایک مسلمان کو بھی کافر کہے بظاہر احادیث صحیحہ کی بنا پر وہ خود کافر ہے اور طرفہ یہ کہ اس فرقہ ظاہریہ کو ظاہر احادیث ہی پر عمل کا بڑا دعوی ہے امام مالک و احمد و بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی واللفظ لمسلم (الفاظ مسلم شریف کے ہیں۔ ت) حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایما امرئ قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدھما ان کان کما قال والا رجعت علیہ۔[1]

یعنی جو شخص کسی کلمہ گو کو کافر کہے تو ان دونوں میں ایک پر یہ بلا ضرور پڑے گی اگر جسے کہا وہ حقیقۃً کافر تھا جب تو خیر ورنہ یہ کلمہ اسی کہنے والے پر پلٹے گا۔

صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا قال الرجل لاخیہ یا کافر فقد باء بہ احدھما۔[2]

جب کوئی شخص اپنے بھائی مسلمان کو "یا کافر" کہے تو ان دونوں میں ایک کا رجوع اس طرف بیشک۔

امام احمد و بخاری و مسلم حضرت ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لیس من دعا رجلا بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذلک الا حار علیہ[3] ولا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا

جو شخص کسی کو کافر یا دشمن خدا کہے اور وہ ایسا نہ ہو یہ کہنا اسی پر پلٹ آئے گا اور کوئی شخص کسی کو فسق یا کفر کا طعن نہ کرے گا مگر یہ کہ وہ اسی پر الٹا پھرے گا اگر جس پر

---

[1] صحیح مسلم باب بیان حال ایمان الخ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/۵۷

[2] صحیح البخاری کتاب الادب باب من اکفر اخاہ الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۰۱

[3] صحیح مسلم باب بیان حال ایمان من قال لاخیہ المسلم یا کافر مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/۵۷

ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک[1] ۔ ھذا مختصراً۔ (جس کو کہا تھا ایسا نہ ہوا، یہ اختصار ہے۔)

امام ابن حبان اپنی صحیح مسمّٰی بالتقاسیم والانواع میں بسند صحیح حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما اکفر رجل رجلا قط الا باء بہا احدھما ان کان کافرا والا کفر بتکفیرہ[2]۔ یعنی کبھی ایسا نہ ہوا کہ ایک شخص دوسرے کی تکفیر کرے اور وہ دونوں اُس سے نجات پا جائیں بلکہ ان میں ایک پر ضرور پڑے گی اگر وہ کافر تھا تو یہ بچ گیا ورنہ اُسے کافر کہنے سے یہ خود کافر ہوا۔

علما فرماتے ہیں یونہی کسی کو مشرک یا زندیق یا ملحد یا منافق کہنا۔ علامہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی بن اسمٰعیل نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں زیر حدیث ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

من دعا رجلا بالکفر باللہ تعالٰی او الشرک بہ وکذلک بالزندقۃ والالحاد والنفاق الکفر[3] اھ ملخصاً۔ کسی شخص کے بارے میں یہ کہنا کہ اس نے اللہ تعالٰی کے ساتھ کفر کیا یا شرک کیا اسی طرح زندیق الحاد اور نفاق کفر ہی کی نسبت کرکے پکارا (تو خود کافر ہو جائیگا) اھ تلخیصاً۔

اور زیر حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما فرمایا:

کذلک یا مشرک ونحوہ[4] (اسی طرح اسے مشرک وغیرہ کہا تو مشرک ہو جائے گا۔ ت)

اقول وباللہ التوفیق یہ معنی خود انہیں احادیث سے ثابت کہ ہر مشرک عدو اللہ ہے اور عدو اللہ کہنے کا حکم خود حدیث میں مصرح، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تصریح فرمائی کہ فاسق کہنا بھی پلٹتا ہے تو مشرک تو بہت بدتر بلکہ اخبث اقسام کفار سے ہے تو عموماً یا کافر میں بھی دخول اولٰی رکھتا ہے والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالٰی۔ وجہ اس پلٹنے کی جس طرح ارباب قلوب نے افادہ فرمائی یہ ہے کہ مسلمان کا حال مثل آئینہ کے ہے ع

ترک وہند در من آں بیند کہ اوست
(ترک اور ہند مجھ میں وہی دیکھتا ہے جو اس میں ہے)

---

[1] صحیح البخاری کتاب الادب باب ما ینہی عن السباب واللعن مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۸۹۳

[2] الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان من اکفر انسانا الخ حدیث ۲۴۸ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱/۴۱۰

[3] حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ النوع الرابع من الانواع الستین الکذب مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/۲۱۱

[4] " " " " العاشر من الانواع الستین السب الخ " " " " " " " " ۲/۲۳۶

المرء یقیس علی نفسہ (انسان دوسرے کو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے۔ ت) جب اُس نے اسے کافر یا مشرک یا فاسق کہا اور وہ ان عیوب سے پاک تھا تو حقیقۃً یہ اوصاف ذمیمہ اسی کہنے والے میں تھے جن کا عکس اُس آئینۂ الٰہی میں نظر آیا اور یہ اپنی سفاہت سے اُس کریہ بدنما شکل کو آئینہ تاباں کی صورت سمجھا حالانکہ وہ مصفّٰی آئینہ اس لوث وغبار سے صاف ومنزہ ہے۔ یہ تو حدیث تھی جو بحکم یقولون من خیر قول البریۃ (وہ ساری مخلوق سے بہتر کا قول کہتے ہیں۔ ت) ان کا زبانی وظیفہ ہے اور دل کا وہی حال جو حدیث میں ارشاد فرمایا: لایجاوز تراقیھم (ان کے حلق سے (اسلام) تجاوز نہیں کرے گا۔ ت)

اب فتوٰی کی طرف چلیے بہت اکابر ائمہ مثل امام ابوبکر اعمش وغیرہ عامۂ علمائے بلخ وبعض ائمۂ بخارا رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم احادیث مذکورہ پر نظر فرما کر اس حکم کو یوں ہی مطلق رکھتے اور مسلمان کی تکفیر کو علی الاطلاق موجب کفر جانتے ہیں سیدی اسمٰعیل نابلسی شرح درر وغرر مولٰی خسرو میں فرماتے ہیں:

لوقال لمسلم کافر کان الفقیہ ابوبکر الاعمش یقول کفر وقال غیرہ من مشایخ بلخ لایکفر واتفقت ھذہ المسألۃ ببخارا فاجاب بعض ائمۃ بخارا انہ یکفر فرجع الجواب الی بلخ انہ یکفر فمن افتی بخلاف قول الفقیہ ابی بکر رجع الی قولہ[1] اھ ملخصا	اگر کسی نے مسلمان کو کافر کہا تو فقیہ ابوبکر اعمش اسے کافر قرار دیتے، اور مشائخ بلخ میں سے دوسرے علماء کافر نہیں کہتے۔ اتفاقاً یہ مسئلہ بخارا میں پیش آیا اور بعض ائمہ بخارا نے ایسے شخص کو کافر قرار دیا تو یہ جواب واپس بلخ بھیجا (کہ) کافر کہا جائیگا، تو جن جن حضرات نے ابوبکر اعمش کے خلاف فتوٰی دیا تھا انھوں نے ان کے قول کی طرف رجوع کرلیا اھ ملخصا (ت)

رسالۂ علامہ بدر رشید پھر شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے:

فرجع الکل الی فتوی ابی بکر البلخی وقالوا کفر الشاتم[2]	تمام علماء نے ابوبکر بلخی کے اس فتوٰی کی طرف رجوع کرتے ہوئے اس طرح گالی دینے والے کو کافر قرار دیا (ت)

احکام میں بعد عبارت مذکورہ کے ہے:

وینبغی ان لایکفر علی قول ابی اللیث وبعض ائمۃ بخارا[3]۔	ابو اللیث اور بعض ائمہ بخارا کے قول پر مناسب یہ ہے کہ کافر نہ کہا جائے۔ (ت)

---

[1] حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ النوع الرابع من الانواع الستین الکذب مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۲۱۴

[2] شرح فقہ اکبر لملا علی قاری فصل فی الکفر صریحا وکنایۃ مصطفی البابی مصر ص ۱۸۱

[3] حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ النوع الرابع من الانواع الستین الکذب مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۲۱۲

اور مذہب صحیح و معتمد و مرجح فقہائے کرام میں تفصیل ہے کہ اگر بطور سب و دشنام بے اعتقاد تکفیر کہا تو کافر نہ ہوگا جیسے میاں کوں بے قیدوں کو خر بے لجام و سگ بے زنجیر کہیں کہ معنی حقیقی مراد نہیں ورنہ کافر ہو جائے گا فتاوٰی ذخیرہ و فصول عمادی و شرح درر و غرر و شرح نقایہ برجندی و شرح نقایہ قہستانی و نہر الفائق و شرح وہبانیہ للعلامہ عبدالبر و درمختار و حدیقہ ندیہ و جواہر اخلاطی و فتاوٰی عالمگیری و ردالمحتار وغیرہا کتب معتمدہ میں تصریح فرمائی کہ یہی مذہب مختار و مختار للفتوی و معتمد ہے۔ علما فرماتے ہیں جب اس نے اپنے اعتقاد میں اسے کافر سمجھا اور وہ کافر نہیں بلکہ مسلمان ہے تو اس نے دینِ اسلام کو کفر ٹھہرایا اور جو ایسا کہے وہ کافر ہے

اقول و باللہ التوفیق توضیح اس دلیل کی علی حسب مرامهم (ان کے مقاصد کے مطابق۔ ت) یہ ہے کہ کافر نہیں مگر وہ جس کا دین کفر ہے اور کوئی آدمی دین سے خالی نہیں، نہ ایک شخص کے ایک وقت میں دو دین ہو سکیں

فان الکفر والاسلام علی طرفی النقیض بالنسبۃ الی الانسان لا یجتمعان ابدا ولا یرتفعان قال تعالٰی اِمَّا شَاکِرًا وَّ اِمَّا کَفُوۡرًا[1] وقال تعالٰی مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنۡ قَلۡبَیۡنِ فِیۡ جَوۡفِہٖ[2]۔

کیونکہ کفر اور اسلام ایک انسان کی نسبت نقیض کی دو طرفیں ہیں نہ تو یہ ہمیشہ جمع ہو سکتے ہیں اور نہ ہی مرتفع۔ اللہ تعالٰی کا ارشاد گرامی ہے: یا وہ شاکر ہوگا یا کافر۔ دوسرے مقام پر فرمایا: اور ہم ایک آدمی کے سینے میں دو دل نہیں بناتے۔ (ت)

اب جو یہ شخص مثلاً زید مومن کو کافر کہتا ہے اس کے یہ معنے کہ اس کا دین کفر ہے اور زید واقع میں بیشک ایک دین سے متصف ہے جس کے ساتھ دوسرا دین ہو نہیں سکتا تو لاجرم یہ خاص اسی دین کو کفر بتا رہا ہے جس سے زید اتصاف رکھتا ہے اور وہ دین نہیں مگر اسلام تو بالضرورۃ اس نے دینِ اسلام کو کفر ٹھہرایا اور جو دینِ اسلام کو کفر قرار دے قطعاً کافر۔ اب عبارات علماء سُنئے، حدیقہ میں ہے:

المختار للفتوی فی جنس ھذہ المسائل ان القائل بمثل ھذہ المقالات ان کان اراد الشتم ولا یعتقدہ کافرا لایکفر وان کان یعتقدہ کافرا فخاطبہ بھذا بناءً علی

اس قسم کے مسائل میں فتوٰی کے لیے مختار یہ ہے کہ ان اقوال کا قائل اگر مراد گالی دینا ہے اور اسے اعتقاداً کافر نہیں گردانتا تو وہ کافر نہیں اور اگر اسے اعتقاداً کافر گردانتے ہوئے اسے کافر کہتا ہے تو پھر یہ کفر ہوگا کیونکہ

---

[1] القرآن ۳/۷۶

[2] القرآن ۴/۳۳

اعتقدہ انہ کافر یکفر کذا فی الذخیرۃ انتہی[1] زاد الشامی عن النہر عن الذخیرۃ لانہ لما اعتقد المسلم کافرا فقد اعتقد دین الاسلام کفرا[2]۔

الذخیرۃ انتہی، شامی نے نہر کے حوالے سے ذخیرہ سے یہ اضافہ نقل کیا ہے کیونکہ وہ ایک مسلمان کو کافر مان رہا ہے گویا اس نے دینِ اسلام کو کفر گردانا ہے۔ (ت)

درمختار میں ہے:

عزر الشاتم بیاکافر وھل یکفر ان اعتقد المسلم کافرا نعم والا لا بہ یفتی[3]

"یا کافر" کے ساتھ گالی دینے والے پر تعزیر نافذ کی جائے گی، کیا وہ شخص کافر ہوگا جو مسلمان کو کافر گردانتا ہے، ہاں وہ کافر ہوگا اور اگر کافر نہیں گردانتا تو کافر نہیں، اسی پر فتوٰی ہے (ت)

علامہ ابراہیم اخلاطی نے فرمایا:

المختار للفتوی فی جنس ھذہ المسائل ان القائل اذا اراد بہ الشتم لا یکفر واذا اعتقد کفر المخاطب یکفر لانہ لما اعتقد المسلم کافرا فقد اعتقد ان دین الاسلام کفر ومن اعتقد ھذا فھو کافر[4]

ان مسائل میں مختار اور مفتی بہ یہی ہے کہ اگر قائل نے اس سے گالی مراد لی تو کافر نہیں ہوگا اور جب مخاطب کو کافر جانے گا تو کافر ہو جائے گا کیونکہ جب اس نے ایک مسلمان کو کافر جانا تو گویا اس نے دینِ اسلام کو کفر جانا اور جو ایسی بات کا اعتقاد رکھے وہ کافر ہوتا ہے۔ (ت)

علامہ عبد العلی نے شرح مختصر الوقایہ میں فرمایا:

قد اختلف فی کفر من ینسب مسلما الی الکفر ففی فصول العمادیۃ او قال لغیرہ یاکافر کان الفقیہ ابوبکر الاعمش یقول یکفر القائل وقال غیرہ لا یکفر

اس شخص کے کفر کے بارے میں اختلاف ہے جس نے کسی مسلمان کی کفر کی طرف نسبت کی۔ فصول عمادیہ میں ہے جب کسی غیر کو "یا کافر" کہا تو فقیہ ابوبکر اعمش ایسے شخص کو کافر جانتے لیکن دیگر علماء کافر نہیں جانتے،

---

[1] فتاوٰی ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین مطلب موجبات الکفر انواع مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۷۸

[2] رد المحتار باب التعزیر مصطفی البابی مصر ۳/ ۲۰۱

[3] درمختار " مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۲۷

[4] جواہر اخلاطی کتاب السیر فصل فی الجہاد (قلمی نسخہ) ص ۹۹

والمختار للفتوى في جنس هذه المسائل[1] ذكر مثل ما مر عن الذخيرة نقل الهندية والنهر معا سواء بسواء۔

اور مختار مفتی بہ ایسے مسائل میں یہ ہے اور گزشتہ عبارت کے مطابق ذخیرہ سے ہندیہ اور نہر دونوں کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ (ت)

علامہ شمس الدین محمد نے جامع الرموز میں فرمایا:

المختار انه لو اعتقد هذا الخطاب شتما لم يكفر ولو اعتقد المخاطب كافرا كفر لانه اعتقد الاسلام كفرا كما في العمادي وما في المواقف انه لم يكفر بالاجماع اريد به اجماع المتكلمين[2]۔

مختار یہ ہے کہ اگر اس خطاب سے گالی کا اعتقاد رکھتا ہے تو کفر نہیں اور اگر مخاطب کو کافر جانتا ہے تو کفر ہوگا کیونکہ اس صورت میں اس نے اسلام کو کفر جانا ہے، جیسا کہ عمادی میں ہے۔ اور مواقف میں جو آیا ہے کہ وہ بالاجماع کافر نہیں، تو اس سے اجماعِ متکلمین مراد ہے۔ (ت)

مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے:

قذف مسلما بيا كافر واراد الشتم ولا يعتقده كفرا فانه يعزر ولا يكفر وهو مختار [illegible] كافرا كفر لانه اعتقد الاسلام كفرا[3]۔

اگر کسی نے کسی مسلمان کو "یا کافر" کہہ کر تہمت لگائی اور مراد گالی لی اور اسے کافر نہ جانا تو ایسی صورت میں اس پر تعزیر نافذ کی جائے گی مگر کافر نہ ہوگا، اور اگر مخاطب کو کافر جانا تو کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے اسلام کو کفر جانا۔ (ت)

علامہ عبدالغنی نے شرح طریقہ محمدیہ میں احتساب سے نقل کیا:

المختار للفتوى (فذكر عين ما مر عن البرجندي وزاد) ومن اعتقد ان دين الاسلام كفر كفر[4]۔

مختار للفتوٰی یہ ہے (پھر بعینہٖ وہی ذکر کیا جو برجندی سے گزرا ہے اور یہ اضافہ کیا) اور جس کا یہ اعتقاد ہو کہ دینِ اسلام کفر ہے وہ کافر ہو گیا۔ (ت)

---

[1] شرح نقایہ برجندی کتاب الحدود مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۴/۶۹

[2] جامع الرموز فصل من قذف مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۴/۵۳۵

[3] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر فصل فی التعزیر دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۱۰

[4] حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ النوع الرابع من الانواع الستین الکذب مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/۲۱۲

اس مذہب مفتیٰ بہ پر بھی اس طائفہ تالفہ کو سخت دقت کہ یہ قطعاً اپنے اعتقاد سے مسلمانوں کو کافر و مشرک کہتے اور اپنی تصانیف میں لکھتے اور اس پر فتوے دیتے ہیں تو باتفاق ہر دو مذہب ان کا کافر ہونا لازم اور ان کے پیچھے نماز ایسی جیسے کسی یہودی یا نصرانی یا مجوسی یا ہندو کے پیچھے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم سبحٰن اللہ کرد کہ نیافت چاہ کن را چاہ در راہ، مسلمانوں کو ناحق مشرک کہا تھا احادیث صحیحہ و مذاہب ائمہ کرام و فتوائے علماء پر خود انہیں کے ایمان کے لالے پڑ گئے ؎

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را ۔۔۔ چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند
ماذا احاطک یا مغرور فی الخطر ۔۔۔ حتی ھلکت فلیت النمل لم تطر

(تو نے دیکھا کہ پروانہ کے خون ناحق نے شمع کو اس طرح اماں نہیں دی کہ وہ رات کو سحر کرے،
اے مغرور! کس چیز نے تجھے خطرے میں ڈال دیا حتی کہ تو ہلاک ہوا کاش چیونٹی نہ اڑتی۔)

مگر حاشا للہ ہم پھر بھی دامن احتیاط ہاتھ سے نہ دیں گے اور یہ ہزار تیز ہو جائیں کہیں جو ہمارا ان کو کافر نہ کہیں گے ہاں یوں کہتے ہیں اور یہی اللہ اور رسول کے حضور کہیں گے یہ لوگ ستم گر ہیں خاطی ہیں ظالم ہیں بدعتی ہیں ضال ہیں مضل ہیں غوی ہیں مبطل ہیں مگر ہیہات کافر نہیں مشرک نہیں اتنے بدراہ نہیں اپنی جانوں کے دشمن ہیں عدو اللہ نہیں، ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

کفوا عن اھل لا الٰہ الا اللہ لا تکفروھم بذنب، فمن اکفر اھل لا الٰہ الا اللہ فھو الی الکفر اقرب۱؎ اخرجه الطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما۔	یعنی لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں کو کسی گناہ پر کافر نہ کہو جو لا الٰہ الا اللہ کہنے والے کو کافر کہے وہ خود کفر سے نزدیک تر ہے۔ اسے طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور مروی ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم،

ثلث من اصل الایمان الکف عمن قال لا الٰہ الا اللہ ولا تکفرہ بذنب ولا تخرجه من الاسلام بعمل۲؎ الحدیث۔ اخرجه	یعنی اصل ایمان سے ہے یہ بات کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے والے سے زبان روکی جائے اسے کسی گناہ کے سبب کافر نہ کہیں اور کسی عمل پر دائرہ اسلام سے خارج نہ بتائیں

۱؎ المعجم الکبیر مروی از عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما مطبوعہ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۲۷۲/۱۲
۲؎ سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی الغزو مع ائمۃ الجور آفتاب عالم پریس لاہور ۳۴۳/۱

ابو داود عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

الحدیث۔ اسے ابوداؤد نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور مکرر فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

الاسلام یعلو ولا یعلٰی[1]۔ اخرجہ الدارقطنی والبیہقی والضیاء عن عائذ بن عمرو المزنی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اسلام غالب ہے مغلوب نہیں۔ اسے دارقطنی، بیہقی اور ضیاء مقدسی نے حضرت عائذ بن عمرو المزنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور مکرر فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لا تکفروا احدا من اھل القبلۃ[2]۔ اخرجہ العقیلی عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اہل قبلہ سے کسی کو کافر نہ کہو۔ اسے عقیلی نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔

ہمیں اپنے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی یہ حدیثیں اور اپنے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ارشاد:

ولا نکفر احدا من اھل القبلۃ[3]۔

اہل قبلہ سے کسی کو ہم کافر نہیں کہتے۔ (ت)

اور اپنے علمائے محققین کا فرمانا لا یخرج الانسان من الاسلام الا جحود ما ادخلہ فیہ (انسان کو اسلام سے کوئی چیز خارج نہیں کرسکتی مگر اس شی کا انکار جس نے اسے اسلام میں داخل کیا تھا۔ ت) یاد ہے اور جب تک تاویل و توجیہ کی سب سے قابل احتمال ضعیف راہیں بند نہ ہوجائیں مدعی اسلام کی تکفیر سے گریز چاہیے پھر ان چاروں حدیثوں میں بھی مثل احادیث اربعہ سابقہ صلاح و دیانت طائفہ کے لئے پورا مژدہ اور انہیں سے ظاہر کہ یہ مدعیان عمل بالحدیث کہاں تک ہوائے نفس کو پالتے اور اس کے آگے کیسی کیسی احادیث کو پس پشت ڈالتے ہیں۔ ھذا،

واقول یظھر للعبد الضعیف غفر اللہ تعالٰی لہ ان ھھنا فی کلمات العلماء اطلاقا فی موضع التقیید کما ھو داب کثیر من المصنفین فی غیر ما مقام وانما محل الاکفار باکفار المسلم اذا کان ذٰلک

میں کہتا ہوں عبد ضعیف، اللہ تعالٰی اس کی بخشش فرمائے، پر یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہاں مقام تقیید میں عبارات علماء میں اطلاق ہے جیسا کہ بہت سے مقام پر اکثر مصنفین کا یہی طریقہ دیکھا گیا ہے کسی کو کسی مسلمان کے کافر قرار دینے پر اس وقت

---

[1] سنن الدارقطنی باب المہر مطبوعہ نشر السنۃ ملتان ۳/۲۵۲
صحیح البخاری کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۸۰

[2] کنز العمال بحوالہ (طس عن عائشہ) حدیث ۱۰۰۸ مطبوعہ مکتبۃ التراث الاسلامی ۱/۲۱۵

[3] شرح فقہ اکبر عدم جواز تکفیر اہل القبلۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ص ۱۵۵

لا عن شبهة او تأويل والا فلا فانه مسلم بظاهره ولم نؤمر بشق القلوب و التقدم الى اماكن الغيوب ولم نعثر منه على انكار شئ من ضروريات الدين فكيف نهجم على تكفير ما هجم عليه ذلك السفيه هذا هو التحقيق عند الفقهاء الكرام ايضا يذعن بذلك من احاط بكلامهم واطلع على مرامهم رحمة الله تعالى عليهم اجمعين الا ترى ان الخوارج خذلهم الله تعالى قد اكفروا امير المؤمنين ومولى المسلمين عليا رضي الله تعالى عنه ثم هم عندنا لا يكفرون كما نص عليه في الدر المختار والبحر الرائق ورد المحتار وغيرها من معتبرات الاسفار واما ما مر من تقرير الدليل على التكفير فانت تعلم ان لازم المذهب ليس بمذهب واما الاحاديث فمؤولة عند المحققين كما ذكره الشراح الكرام **اقول** ومن ادل دليل عليه قوله صلى الله تعالى عليه وسلم في الحديث الماضي فهو الى الكفر اقرب فلم يسمه كافرا و انما قربه الى الكفر لان الاجتراء على الله تعالى مثل ذلك قد يكون بريد الكفر والعياذ بالله رب العلمين ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔

کافر قرار دیا جا سکتا ہے جب اس میں کوئی تاویل و شبہ نہ ہو ورنہ اگر ایک وجہ بھی شبہ ہو سکتی ہو تو کافر نہیں ہوگا کیونکہ جب وہ بظاہر مسلمان ہے تو ہم دل پھاڑ کر دیکھنے اور امورِ غیبیہ پر مطلع ہونے کے پابند نہیں اور نہ ہی ہم اس کے کسی ایسے عمل پر مطلع ہوئے ہیں جو ضروریاتِ دین کے انکار میں ہو اور ہم اس طرح اس پر حملہ آور کیسے ہو سکتے جس طرح وہ بیوقوف کسی دوسرے پر ہوا ہے، فقہاء کرام کی یہی تحقیق ہے نیز ہر اس شخص کو بھی اس بات کا اذعان حاصل ہوگا جس نے فقہاء رحمہ اللہ علیہم اجمعین کے کلام کا احاطہ کیا اور ان کے مرامات آگاہ ہوا کیا آپ نہیں جانتے کہ خوارج (اللہ انہیں رسوا کرے) نے امیر المومنین مولا المسلمین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر قرار دیا پھر وہ ہمارے نزدیک کافر نہیں، جیسا کہ اس پر درِ مختار، بحر الرائق، رد المحتار اور دیگر معتبر کتب میں تصریح ہے اور جو تکفیر پر تقریر دلیل گزری تو آپ جانتے ہیں لازمِ مذہب مذہب نہیں ہوتا، رہا معاملہ احادیث کا تو وہ محققین کے ہاں مؤول ہیں اپنے ظاہر پر نہیں جیسا کہ شارحین کرام نے ذکر کیا ہے **اقول** (میں کہتا ہوں) سب سے قوی دلیل نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گزشتہ ارشادِ گرامی ہے کہ وہ کفر کے زیادہ قریب ہے آپ نے اسے کافر نہیں فرمایا قریب کفر فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ ایسا عمل اللہ تعالیٰ کے سامنے جرأت و دلیری ہے کیونکہ ان جیسے الفاظ بعض اوقات کفر مراد ہوتا ہے رب العلمین اپنی پناہ عطا فرمائے (ت)

خیر تاہم اس قدر میں کلام نہیں کہ یہ حضرات غیر مقلدین و سائر اخلاف طوائف نجدیہ مسلمانوں کو ناحق کافر و مشرک ٹھہرا کر ہزارہا اکابر ائمہ کے طور پر کافر ہوگئے اس قدر مصیبت ان پر کیا کم ہے والعیاذ باللہ سبحنہ و تعالٰی، علامہ ابن حجر مکی اعلام بقواطع الاسلام میں فرماتے ہیں:

انہ یصیر مرتدا علی قول جماعۃ وکفی بھذا خسارا وتفریطا[1]

ایک جماعت کے قول کے مطابق یہ مرتد ہوگیا اور یہ خسارے اور کمی میں کافی ہے (ت)

تو بحکم شرع ان پر توبہ فرض اور تجدید ایمان لازم، اس کے بعد اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں۔

فی الدرالمختار عن شرح الوھبانیۃ للعلامۃ حسن الشرنبلالی مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنی ومافیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح[2]

درمختار میں علامہ حسن شرنبلالی کی شرح الوہبانیہ کے حوالے سے ہے جس سے بالاتفاق کفر لازم آئے اس کی وجہ سے ہر عمل باطل، اسی طرح نکاح باطل، اور اس کی اولاد زنا کی اولاد ہوگی اور جس کے کافر ہونے میں اختلاف ہو اس پر استغفار، توبہ اور تجدید نکاح کا حکم کیا جائے۔ (ت)

اہلسنت کو چاہئے اُن سے بہت پرہیز رکھیں اُن کے معاملات میں شریک نہ ہوں، اپنے معاملات میں اُنھیں شریک نہ کریں، ہم اوپر احادیث نقل کر آئے کہ اہل بدعت بلکہ فساق کی صحبت و مخالطت سے ممانعت آئی ہے اور بیشک بدمذہب آگ ہیں اور صحبت مؤثر اور طبیعتیں سراق اور قلوب منقلب، حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انما مثل الجلیس الصالح وجلیس السوء کحامل المسک ونافخ الکیر فحامل المسک اما ان یحذیک واما ان تبتاع منہ واما ان تجد منہ ریحا طیبۃ ونافخ الکیر اما ان یحرق ثیابک واما ان تجد منہ ریحا خبیثۃ[3]

نیک ہم نشیں اور بد جلیس کی مثال یُونہی ہے جیسے ایک کے پاس مُشک ہے اور دوسرا دھونکنی دھونکتا ہے مُشک والا یا تو تجھے مُشک ہبہ کریگا یا تو اُس سے خریدے گا اور کچھ نہ ہو تو خوشبو تو آئے گی، اور وہ دوسرا یا تیرے کپڑے جلادے گا یا تُو اس سے بدبو

---

[1] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مطبوعہ مکتبۃ حقیقۃ استنبول ترکی ص ۳۶۲

[2] درمختار باب المرتد مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۹

[3] صحیح البخاری کتاب الذبائح باب المسک مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۳۰
صحیح مسلم کتاب البر باب استحباب الخ ۔ نور محمد اصح المطابع کراچی ۲/ ۳۳۰

رواہ الشیخان عن ابی موسٰی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

پاسے گا۔ اسے بخاری و مسلم نے حضرت ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے (ت)

انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مثل جلیس السوء کمثل صاحب الکیر ان لم یصبک من سوادہ اصابک من دخانہ۔[1]

یعنی بد کی صحبت ایسی ہے جیسے لوہار کی بھٹی کہ کپڑے کالے نہ ہوئے تو دھواں جب بھی پہنچے گا۔

رواہ عنہ ابوداؤد والنسائی۔

اسے ابوداؤد اور نسائی نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے

حاصل یہ کہ اشرار کے پاس بیٹھنے سے آدمی نقصان ہی اٹھاتا ہے والعیاذ باللہ تعالٰی۔ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

انما سمی القلب من تقلبہ انما مثل القلب مثل ریشۃ بالفلاۃ تعلقت فی اصل شجرۃ تقلبها الریاح ظهرا لبطن۔[2] رواہ الطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن ابی موسٰی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ ولفظہ عند ابن ماجۃ مثل القلب مثل الریشۃ تقلبها الریاح بفلاۃ اسنادہ جید۔[3]

دل کو قلب اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ انقلاب کرتا ہے، دل کی کہاوت ایسی ہے جیسے جنگل میں کسی پیڑ کی جڑ سے ایک پر لگا ہے کہ ہوائیں اسے پلٹا دے رہی ہیں کبھی سیدھا کبھی الٹا۔ اسے طبرانی نے المعجم میں سند حسن کے ساتھ حضرت ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہی روایت کیا اور اس روایت کے الفاظ ابن ماجہ میں یوں ہیں: دل کی مثال اس پر کی طرح ہے جسے ہوائیں جنگل میں پلٹا دے رہی ہوں۔ اس کی سند جید ہے۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اعتبروا الارض باسمائها واعتبروا الصاحب بالصاحب۔[4] اخرجہ ابن عدی عن

زمین کو اس کے ناموں پر قیاس کرو اور آدمی کو اس کے ہمنشین پر۔ اسے ابن عدی نے حضرت

---

[1] سنن ابوداؤد باب من یؤمر ان یجالس مجالسۃ الصالحین مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲۰۸/۲

[2] شعب الایمان الحادی عشر من شعب الایمان حدیث ۷۵۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴۷۳/۱

[3] سنن ابن ماجہ باب فی القدر آفتاب عالم پریس لاہور ص ۱۰

[4] شعب الایمان فصل فی مجانبۃ الفسقۃ الخ حدیث ۹۴۴۰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۵۵/۷

ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ مرفوعا و البیہقی فی الشعب عنہ موقوفا ولہ شواھد بھا یرتقی الی درجۃ الحسن۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مرفوعاً اور بیہقی نے انہی سے موقوفاً روایت کیا۔ اس روایت کے شواہد موجود ہیں جن کی وجہ سے اسے حسن کا درجہ حاصل ہے۔

اور مروی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ایاك وقرین السوء فانك بہ تعرف[1] رواہ ابن عساکر عن انس بن مالك رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

بُرے مصاحب سے بچ کہ تُو اسی سے پہچانا جائے گا۔ اسے ابن عساکر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔

یعنی جیسے لوگوں کے پاس آدمی کی نشست برخاست ہوتی ہے لوگ اسے ویسا ہی جانتے ہیں، اور بدمذہبوں سے محبت تو زہرِ قاتل ہے اس کی نسبت احادیث کثیرہ صحیحہ معتبرہ میں جو خطر عظیم آیا سخت ہولناک ہے ہم نے وہ حدیثیں اپنے رسالہ المقالۃ المسفرۃ عن احکام بدعۃ المکفرۃ ۱۳۰۱ھ میں ذکر کیں، بالجملہ ہر طرح ان سے دُوری مناسب، خصوصاً ان کے پیچھے نماز سے تو احتراز واجب، اور ان کی امامت پسند نہ کرے گا مگر دین میں مداہن یا عقل سے بیگانہ۔ امام بخاری تاریخ میں اور ابن عساکر ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

www.alahazratnetwork.org

ان سرکم ان تقبل صلاتکم فلیؤمکم خیارکم[2]

اگر تمہیں پسند آتا ہو کہ تمہاری نماز قبول ہو تو چاہیے کہ تمہارے نیک تمہاری امامت کریں۔

حاکم مستدرک اور طبرانی معجم میں مرثد بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان سرکم ان تقبل صلاتکم فلیؤمکم خیارکم فانھم وفدکم فیما بینکم وبین ربکم[3]

اگر تمہیں اپنی نماز کا قبول ہونا خوش آتا ہو تو چاہیے جو تم میں اچھے ہوں وہ تمہارے امام ہوں کہ وہ تمہارے سفیر ہیں تم میں اور تمہارے رب میں۔

---

[1] تہذیب تاریخ ابن عساکر ترجمہ حسین بن جعفر الغزی الجرجانی مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/۲۹۲

[2] کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن ابی امامہ حدیث ۲۰۴۳۳ مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۷/۵۹۶
الاسرار المرفوعۃ حدیث ۵۹۵ مطبوعہ بیروت ص ۱۴۰
الفوائد المجموعۃ صلوٰۃ الجماعۃ " ص ۴۲

[3] المستدرک علی الصحیحین ذکر مناقب ابومرثد الغنوی مطبوعہ دارالفکر بیروت ۳/۲۲۲

دارقطنی وبیہقی اپنی سنن میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اجعلوا ائمتکم خیارکم فانھم وفدکم فیما بینکم وبین ربکم۱؎

اپنے نیکوں کو اپنا امام کرو کہ وہ تمھارے وسائط ہیں درمیان تمھارے اور تمھارے رب عزوجل کے۔

اقول والاحادیث وان ضعفت فقد تأیدت اذ عن ثلثۃ من الصحابۃ وردت علیھم جمیعا رضوان المولٰی جل وعلا وتقدس وتعالٰی۔

میں کہتا ہوں یہ احادیث اگرچہ ضعیف ہیں مگر پرتائید کر رہی ہیں کیونکہ تین صحابہ سے مروی ہیں جن پر اللہ جل وعلا وتقدس تعالٰی کی رضا وارد ہے۔ (ت)

الحمدللہ کہ یہ وجیز تحریر سلخ ذی القعدہ میں شروع اور چہارم ذی الحجہ روز جاں افروز دوشنبہ ۱۳۰۵ ہجریہ قدسیہ علٰی صاحبہا الف الف صلاۃ وتحیۃ کو یہ رسالہ اختتام پذیر، وصلی اللہ تعالٰی علٰی خاتم النبیین سید المرسلین محمد وآلہ والائمۃ المجتہدین والمقلدین لھم باحسان الی یوم الدین والحمد للہ رب العٰلمین واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

www.alahazratnetwork.org

۱؎ سنن الدارقطنی باب تخفیف القراءۃ لحاجۃ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان ۲/ ۸۸